استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ بنات اہلسنت (لاہور)

جلد نمبر 3 | ستمبر 2012ء | شمارہ 9

مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن

اندھا بانٹے ریوڑیاں

اقبال اور آزادی نسواں

احسان مہمان آجائیں تو...

ناشر: احناف میڈیا سروس AMS

استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ

بنات اہلسنت لاہور

جلد نمبر 3 | ستمبر 2012ء | شمارہ نمبر 9

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد الیاس گھمن

زیر سرپرستی

حضرت اقدس، عارف باللہ حکیم

شاہ محمد اختر دامت برکاتہم

سرکولیشن مینیجر

مولانا بشیر احمد قاسمی

ایجنسی ہولڈرز مہر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

منی آڈر بھیجنے کا پتہ

مکتبۃ اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاہور ڈویژن گڑھی شاہو 0332-6311808

www.islahunnisa.com

islahunnisa@gmail.com

معاون مدیر

عابد جمشید رانا

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، ایم۔فل پنجاب یونیورسٹی لاہور

حافظ محمد کلیم اللہ

فاضل دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا، فاضل شعبہ صحافت جامعۃ الرشید کراچی

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک

35 ڈالر ..... سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک

25 ڈالر ..... سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر ..... سالانہ

قیمت فی شمارہ -/20 روپے

سالانہ زرتعاون -/240 روپے

خط وکتابت دفتر ماہنامہ بنات اہلسنت

بالمقابل جامعہ حقانیہ نزد پیکجز فیکٹری قینچی امرسدھو لاہور

فہرست

اندھا بانٹے ریوڑیاں 6

مولانا محمد الیاس گھمن

سعید باپ کی سعادت مند بیٹی 9

الشیخ احمد جاد

گھریلو جھگڑے کیسے ختم ہوں؟ 12

پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

پشپا (جمیلہ) کا قبول اسلام 23

جمیلہ انڈیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات 32

حفیظ الرحمٰن

پتلی بیوی موٹا میاں 34

محمد شفیق

انوکھے چور 38

حافظ محسن شریف

اقبال اور آزادی نسواں 42

کوثر گل

تواضع کی حقیقت 46

اہلیہ مولانا محمد الیاس گھمن

اچانک مہمان آجائیں تو 52

عائزہ بتول، فورٹ عباس

گوشہ ظرافت 60

درس قرآن

مفتی محمد تقی عثمانی

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَؤُلَاءِ أَهْدَى مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا

سورة النساء4: 51

ترجمہ: جن لوگوں کو کتاب (یعنی تورات کے علم) میں سے ایک حصہ دیا گیا تھا، کیا تم نے ان کو نہیں دیکھا کہ وہ (کس طرح) بتوں اور شیطان کی تصدیق کر رہے ہیں اور کافروں (یعنی بت پرستوں) کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ مئومنوں سے زیادہ سیدھے راستے پر ہیں۔

تفسیر: یہ مدینہ منورہ میں آباد بعض یہودیوں کا تذکرہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کے ساتھ یہ معاہدہ کیا ہوا تھا کہ وہ اور مسلمان آپس میں امن کے ساتھ رہیں گے اور ایک دوسرے کے خلاف کسی بیرونی دشمن کی مدد بھی نہیں کریں گے لیکن انہوں نے اس معاہدے کی بار بار خلاف ورزی کی اور مسلمانوں کے دشمن کفارِ مکہ کی حمایت اور درپردہ مدد کا سلسلہ جاری رکھا ان کا ایک بڑا سردار کعب بن اشرف تھا جنگ احد کے بعد وہ ایک یہودی سردار حیی بن اخطب کے ساتھ مکہ مکرمہ کے کافروں کے پاس گیا اور انہیں مسلمانوں کے خلاف تعاون کی پیشکش کی کفار مکہ کے سردار ابوسفیان کا یہ مطالبہ بھی مان لیا پھر ابوسفیان نے کعب سے پوچھا کہ ہمارا مذہب اچھا ہے یا مسلمانوں کا؟ تو اس نے یہاں تک کہہ دیا کہ تمہارا مذہب مسلمانوں کہ مذہب سے زیادہ بہتر ہے حالانکہ وہ جانتا تھا کہ مکہ کے یہ لوگ بت پرست ہیں اور کسی آسمانی کتاب پر ایمان نہیں رکھتے لہٰذا ان کے مذہب کو بہتر قرار دینے کا مطلب بت پرستی کی تصدیق کرنا تھا

درسِ حدیث

فقیہ ابو اللیث ثمر قندی رحمہ اللہ

روی انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال :اربع نفقات لا یحاسب العبد بھا یوم القیامۃ ،نفقۃ علی ابویہ ،ونفقتہ علیٰ افطارہ ،ونفقتہ علیٰ سحورہ ،ونفقتہ علی عیالہ ۔

تنبیہ الغافلین ص 408

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خرچے اس طرح کے ہیں کہ ان کے بارے میں بندے سے قیامت کے دن حساب وغیرہ نہیں ہو گا۔ ایک وہ خرچہ جو اپنے والدین پر کیا جائے دوسرا وہ جو کسی روزدار کی افطاری پر کیا جائے تیسرا وہ جو کسی کو سحری کرانے پر خرچ کیا جائے اور چوتھا وہ جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا جائے۔اسی طرح کا ایک اور فرمان رسول ہے کہ دینار (یعنی ہر دور کی کرنسی) کی چار اقسام ہیں: پہلی قسم جو اللہ کے راستے میں خرچ ہو، دوسری جو مساکین اور غرباء پر خرچ ہو تیسری جو غلام کو آزاد کرنے پر ہو تیسری جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کی جائے اس کے بعد ارشاد فرمایا اجر کے اعتبار سے سب سے عظیم کرنسی دینار وہ ہے جو اپنے اہل وعیال پر خرچ ہو۔

تشریح: معاشرت کے جو اصول اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائے ہیں اگر ان پر عمل کر لیا جائے تو ہمارے معاشرے ہمارے خاندان اور ہمارے گھروں کے آنگن سکون وعافیت کے ستارے اتر آئیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے محبوب کی تعلیمات پر عمل کرنے والا بنائے آمین یارب العالمین

فدا ک ابی وامی

صہیب احمد شاہ امتی

مری ہستی ،مری دنیا کا سب سامان بھی قرباں
جمال مصطفیٰ ہو سامنے تو جاں بھی قرباں
روئے انور ہے ٹکڑا چاند کا ،تشبیہ کو لیکن
ہزاروں چاند ہوں ،ان سب کی آن وہان بھی قرباں
پسینہ آپ کا کر دے معطر ،یوں فضاؤں کو
کہ عود ومشک و عنبر ،خوشبوئے ریحان بھی قرباں
جہاں میں قدروقیمت آپ کے قدموں کے صدقے ہے
میں خاک پاہوں ان کی ،ان پہ میری آن بھی قرباں
نہیں ایمان کامل ،جب تلک یہ کہہ نہ دوں دل سے
حضور پاک پر مادر پدر کی جان بھی قرباں
تمنا امتیؔ کی ہے ،جیے ان کی غلامی میں
ہوں اپنی راحتیں اورچاہتیں ،ارمان بھی قرباں

اندھا بانٹے ریوڑیاں

اداریہ

رمضان المبارک کی برکتیں سمیٹنے کے بعد اب شوال میں دینی علم کی نورانی تجلیوں کو اپنے سینوں میں محفوظ کرنے کے لیے طالبین علم مدارس کا رخ کر رہے ہیں۔ مختصر سا زادِراہ ساتھ لیے سفر کی صعوبتیں جھیل کر علومِ نبوت کے حصول کے لیے جوق در جوق چلے آئے ہیں، انہیں دیکھ کر مجھے 93ھ میں ایک 16 سالہ طالب علم کا منظر یاد آنے لگا کہ اپنے والد گرامی کے ہمراہ سفر حج پر آیا ہوا ہے۔

کہنے لگا ابو جان! میں نے ایک سن رسیدہ بزرگ کو دیکھا ہے جس کے ارد گرد لوگوں کا بے پناہ ہجوم ہے، ابو بتایئے یہ بزرگ کون ہیں؟ والد نے جواب دیا بیٹا! یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔

ابو جان! ان کا نام کیا ہے؟

بیٹا! ان کا نام عبد اللہ بن الحارث جزء الزبیدی ہے۔ نوجوان اپنے والد کو کہنے لگا، پھر ابو جان مجھے بھی ان سے ملا دیجیئے۔ تاکہ میں ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث سن سکوں!

والد اپنے بیٹے کا ہاتھ تھامے مجلس حدیث میں لے جاتا ہے۔ نوجوان کہتا ہے جب میں اس بزرگ کے قریب پہنچا تو وہ فرما رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کسی نے دین الٰہی میں تفقہ حاصل کر لیا اللہ تعالیٰ اس کو فکر رزق سے اس طرح سبک دوش کر دے گا کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو گا۔

جامع بیان العلم وفضلہ

یہ 16 سالہ نوجوان جس نے صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن الحارث بن جزاء الزبیدی اس حدیث کو براہ راست سنا اور اس کو اپنے علم کے لیے بنیاد قرار دیا۔ اسے دنیا سر تاج الفقہاء والمحدثین امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے نام سے یاد کرتی ہے۔

طلباء برادری کی اکثریت میں ہمیں وہ لوگ نظر آتے ہیں جو غربت زدہ ہوتے ہیں۔ پھٹے پرانے ۔۔۔۔ مگر پاک اور صاف ۔۔۔ لباس میں ملبوس دینی کتب کو سامنے لیے بالکل باادب ہوئے سبق کا تکرار کر رہے ہوتے ہیں۔ راقم چونکہ خود بھی دینی مدارس کا خوشہ چین ہے۔ مجھے اپنا زمانہ بھی یاد آنے لگتا ہے۔۔ میں سوچ رہا تھا کہ کیا ہماری حالت اب ایسی ہو گئی یا۔۔۔۔؟

اچانک مجھے وہ ایک اونچا سا ٹیلا ..... اصحاب صفہ کا چبوترہ ..... یاد آیا جہاں طالب علم صحابہ کرام بیٹھا کرتے تھے ان پر بھی لباس کی تقریباً وہی کیفیت، وہی مالی وسائل کی قلت، وہی بھوک اور افلاس۔

تاریخی جھروکوں سے چند اور طالبعلم بھی میری نظر میں گھومنے لگے۔

جن کے بارے علامہ ابن عبد البر اندلسی نے اپنی کتاب میں لکھا "حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لڑکوں کو پڑھتے دیکھتے تو فرماتے۔ شاباش! تم حکمت کے سرچشمے ہو اندھیروں میں روشنی ہو، تمہارے کپڑے پھٹے پرانے ہیں مگر (ہو نہارو) تمہارے دل تر و تازہ ہیں تم علم کے لیے (بظاہر) قید ہوئے ہو لیکن تم ہی قوم کے مہکنے والے پھول ہو۔"

ہمارے معاشرہ میں علم دین کی قدردانی برابر مٹتی ہی چلی جارہی ہے، دین کے طلباء کی حوصلہ افزائی کا کہیں نام ونشان تک نہیں۔ دنیاوی فنون کے طلباء بھی ہمارے بھائی ہیں ہمیں خوشی ہے کہ ان کو انعامات سے نوازا جائے لیکن کیا "علم دوست" کہلانے والوں کا یہ جانبدارانہ رویہ طلباء دین کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک نہیں کہلائے گا۔ یا اندھا بانٹے ریوڑیاں ہِر پھر کے دے "اپنوں" کو۔

ہاں! یہ الگ بات ہے کہ ہمیں ان جیسے نذرانوں کی قطعاً ضرورت نہیں لیکن "علم دوستی" کے دعویداروں کو یہ بات نہیں بھلانی چاہیئے کہ علم حقیقی، علم مقصودی اصل میں علم دین ہی ہے باقی سب فنون۔۔۔ والسلام

جنگ یرموک کا واقعہ

حضرت ابو جہم رضی اللہ عنہ کہتے ھیں کہ میں یرموک کی لڑائی میں اپنے چچازاد بھائی کی تلاش میں نکلا، کہ لڑائی میں شریک تھے اور اک مشکیزہ پانی کا مین نے ساتھ لے لیا ممکن ہے وہ پیاسے ہوں۔ وہ مجھے ایک جگہ ایسی حالت میں ملے کہ دم توڑ رہے تھے۔ جان کنی کا عالم تھا۔ میں نے پانی کا پوچھا جواب میں اشارے سے ہاں کہا، اتنے میں قریب سے آہ کی آواز آئی میرے چچازاد نے مجھے وہاں جانے کا اشارہ کیا میں پانی لے کر وہاں گیا وہ ہشام بن العاص تھے۔ انھیں پانی پلانا چاہا کہ قریب ایک اور صاحب کی کراہنے کی اواز آئی۔ ہشام بن العاص نے ان کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔ میں وہاں پہنچا تو ان کا دم نکل چکا تھا۔ واپس ہشام بن العاص کے پاس آیا تو وہ بھی دم توڑ چکے تھے میں اپنے چچازاد کے پاس آیا تو وہ بھی دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔

(ابن کثیر)

سعید باپ کی سعادت مند بیٹی

الشیخ احمد جاد

ہمارے معاشرے میں گناہ کو آسان اور نیکی کو مشکل بنا دیا گیا ہے نکاح کو رسوم ورواج اور جان لیوا جہیز کی جکڑ بندیوں میں بھینچ دیا گیا ہے کہ غریب کے لیے بھی مصیبت اور امیر طبقہ بھی ذہنی کوفت میں مبتلا نظر آتا ہے کتنے نوجوان ایسے ہیں جو آسان نکاح نہ ہونے کے باعث زنا اور لواطت کے دلدل میں دھنستے ہی چلے جاتے ہیں اور ان گنت دوشیزائیں گھروں میں والدین کے سر پر بوجھ بنی بیٹھی ہیں کہ جن کے ہاتھ پیلے نہیں ہو پا رہے اسلامی طریقہ اختیار کرنے سے ہی ان پریشانیوں سے چھٹکارا ممکن ہے۔ ذیل میں سید التابعین حضرت سعید بن مسیب کی بیٹی کے ایسے ہی نکاح کا واقعہ نقل کیا جارہا ہے جسے احمد جاد نے خمسون وصیة من وصایا الرسول صلی اللہ علیہ وسلم للنساء میں ذکر کیا ہے۔ ادارہ

ابو بکر بن ابی داؤد فرماتے ہیں عبد الملک بن مروان نے اپنے بیٹے ولید کے لیے سعید بن مسیب کی بیٹی کا رشتہ مانگا تھا لیکن سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے انکار کر دیا تھا، جس کی پاداش میں عبد الملک ان کے خلاف مختلف سازشیں کرتا رہا یہاں تک کہ انہیں سردی کے دن سو کوڑے مارے اور ان پر پانی کا گھڑا انڈیلا اور ان کو اون کا جبہ پہنایا اس کے بعد راوی نے سند ذکر کرنے کے بعد ابن ابی وداعہ کا قول نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا میں سعید بن مسیب رحمہ اللہ کی مجالس میں بیٹھا کرتا تھا، میں کچھ دن

حاضر نہ ہو سکا، جب میں آیا تو حضرت سعید نے پوچھا: آپ کہاں تھے ؟ میں نے عرض کیا، میری بیوی فوت ہو گئی تھی اس کی مشغولیت کی بناء پر حاضر نہ ہو سکا۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ نے ہمیں اطلاع ہی نہ دی کہ ہم بھی اس کے جنازہ میں حاضر ہو جاتے ہیں اور کیا آپ نے کوئی دوسری عورت تلاش کی ہے ؟ میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم کرے، میرے ساتھ کون شادی کروائے گا حالانکہ میں صرف چند دراہم کا مالک ہوں؟ سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: میں تیری شادی کرواؤں گا۔ میں نے عرض کیا: کیا آپ ایسا کریں گے ؟ فرمایا: ہاں! اور پھر اللہ تعالی کی حمد و ثناء بیان کی درود سلام پڑھا اور چند دراہم کے بدلے (اپنی بیٹی سے) میری شادی کرا دی، میں وہاں سے اٹھا لیکن خوشی کی وجہ سے میری سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ کیا کروں؟

میں اپنے گھر گیا، چونکہ اس دن میرا روزہ تھا، میں افطار کے لیے رات کا کھانا لایا جو روٹی اور زیتون کے تیل پر مشتمل تھا، اچانک میرے دروازے پر دستک ہوئی، میں نے پوچھا کون ؟ جواب ملا: سعید! یہ سن کر میں نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے علاوہ ہر اس شخص کے بارے میں سوچا جس کا نام سعید تھا کیونکہ حضرت سعید بن مسیب کو چالیس سال ان کے گھر اور مسجد کے درمیان ہی دیکھا گیا تھا، میں باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ کھڑے تھے، میں نے گمان کیا کہ ان کے سامنے میری کوئی بات ظاہر ہوئی ہو گی اور شاید انکار کر دیں۔

میں نے عرض کیا: اے ابو محمد ! آپ مجھے بلواتے میں حاضر ہو جاتا، حضرت سعید رحمہ اللہ نے فرمایا، نہیں آپ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کے پاس آیا

جائے، آپ ایک بے نکاح شخص تھے میں نے آپ کی شادی کروا دی تو یہ بات مجھے ناپسند معلوم ہوئی کہ آپ تنہا رات گزاریں لہٰذا آپ کی بیوی حاضر ہے،،وہ ان کے پیچھے ان کی سیدھ میں کھڑی تھیں، یہ کہہ کر سعید بن مسیب اپنی بیٹی کو چھوڑ کر چلے گئے..... وہ لڑکی شرم کی وجہ سے گر گئی، میں نے دروازہ کو مضبوطی سے بند کیا، پیالہ کو چراغ کے سائے میں رکھا تاکہ وہ اسے دیکھ نہ لے، پھر میں چھت پر چڑھ گیا اور پڑوسیوں کو آواز دی، وہ باہر آئے اور میری خیریت پوچھی، میں نے ان کو گھر کا سارا ماجرا سنایا وہ اس کے پاس آگئے، میری والدہ کو خبر پہنچی وہ بھی آگئیں اور مجھے کہا: تیرے لیے میرا چہرا دیکھنا حرام ہے اگر تو نے میرے تین دن تک اس کے سنگھارنے سے پہلے اس کو ہاتھ لگایا: میں تین دن تک رکا رہا، پھر اس سے ملاقات کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت، قرآن مجید کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والی، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ جاننے والی اور خاوند کے حقوق کو سب سے زیادہ پہچاننے والی تھی۔ میں شادی کے ایک مہینہ بعد تک حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا پھر میں آیا تو وہ اپنے حلقہ میں بیٹھے تھے، میں نے سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور مجلس برخاست ہونے تک مجھ سے کوئی بات نہ کی جب سب لوگ چلے گئے تو فرمایا: اس کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا :اے ابو محمد! وہ خیریت سے ہیں اور اس حالت میں ہیں جسے دوست پسند اور دشمن ناپسند کرتا ہے، حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر تجھے اس کی کوئی بات ناپسند لگے تو عصا استعمال کرنا جب میں گھر واپس آگیا تو انہوں نے میرے لیے بیس ہزار درہم بھیجے۔

گھریلو جھگڑے کیسے ختم ہوں؟

پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

ایک خاتون کا انوکھا انداز شکایت:

خلیفہ ثانی امیر المومنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ ایک خاتون آئی اور آکر کہنے لگی:

امیر المومنین! میرا خاوند بہت نیک ہے، ساری رات تہجد پڑھتا رہتا ہے، اور سارہ دن روزہ رکھتا ہے اور یہ کہہ کر خاموش ہو گئی۔

عمر رضی اللہ عنہ بڑے حیران کہ خاتون کیا کہنے آئی ہے؟ اس نے پھر یہ ہی بات دہرائی کہ میرا خاوند بہت نیک ہے ساری رات تہجد میں گزار دیتا ہے اور سارہ دن روزہ رکھتا ہے اس پر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بولے: اے امیر المومنین! اس نے اپنے خاوند کی بڑے اچھے انداز میں شکایت کی ہے۔

کیسے شکایت کی؟

امیر المومنین! جب وہ ساری رات تہجد پڑھتا رہے گا اور سارہ دن روزہ رکھے گا تو پھر بیوی کو وقت کب دے گا؟ تو یہ کہنے آئی ہے کہ میرا خاوند نیک تو ہے مگر مجھے وقت نہیں دیتا۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے خاوند کو بلایا تو اس نے کہا ہاں میں مجاہدہ کرتا ہوں، یہ کرتا ہوں، وہ کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ان کا فیصلہ کریں۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ان صاحب سے کہا کہ دیکھو! شرعاً تمہارے لیے ضروری ہے کہ تم اپنی بیوی کے ساتھ وقت گزارو، ہنسی خوشی اس کے ساتھ رہو اور کم از کم ہر تین دن کے بعد اپنی بیوی کے قریب جاؤ۔ خیر وہ میاں بیوی تو چلے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا!

آپ نے یہ شرط کیوں لگائی کہ ہر تین دن کے بعد بیوی سے ملاپ کرو؟

انہوں نے کہا کہ دیکھیں! اللہ رب العزت نے مرد کو زیادہ سے زیادہ چار شادیوں کی اجازت دی۔ چنانچہ اگر چار شادیاں بھی کسی کی ہوں تو تین دن کے بعد پھر بیوی کا دن آتا ہے۔ تو میں نے اسے کہا کہ تم زیادہ سے زیادہ تین دن عبادت کر سکتے ہو تین دن کے بعد ایک رات تمہاری بیوی کا حق ہے، تمہیں گزارنا پڑے گا تو دیکھو شریعت انسان کو کیا خوبصورت باتیں بتاتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ازواج مطہرات سے رویہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ کے ساتھ بہت محبت پیار سے رہتے تھے ان سے ان کی دل لگی کی باتیں کرتے تھے آپ سوچیئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جہنم کا کیا نظارہ ہو گا، جسے آنکھوں سے دیکھا۔ اللہ رب العزت کے خوف سے اور خشیت کا کیا عالم ہو گا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگو میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔ وہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے جہنم کو آنکھوں سے دیکھا جو اللہ کی عظمت سے واقف تھے ان کے دل پر کس قدر اللہ کی عظمت کا معاملہ رہتا ہو گا؟ لیکن وہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی بیوی کے پاس تشریف لاتے تھے تو ان سے دل لگی کی باتیں کرتے تھے احادیث میں

بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ازاوج مطہرات سے دل لگی اور ان کی دلجوئی فرمایا کرتے تھے۔

ایک میدان جنگ سے واپسی کا وقت تھا اس وقت عورتیں اپنی ضرورت سے فارغ ہونے کے لیے اپنے خاوندوں کے ساتھ باہر نکل جاتی تھیں، ٹوائلٹ تو بنے نہیں ہوتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ کے ساتھ گئے رات کا وقت تھا کھلا میدان تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اہلیہ کو فرماتے ہیں حمیرا آؤ! دوڑ لگائیں۔اب دیکھیں! کتنی عجیب بات لگتی ہے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اہلیہ کے ساتھ دوڑنے لگے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جیتنے دیا جب وہ جیت گئیں تو بہت خوش ہو گئیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے اندازہ لگائیے کہ بیوی کو خوش کرنے کے لیے اگر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اس دوڑ میں تھوڑی دیر کے لیے پیچھے رہ سکتے تھے تو کیا عام خاوند اپنی بیوی کے لیے خاموش نہیں ہو سکتا؟ کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ پھر اسی قسم کی صورت حال ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ دوڑیں؟ پھر جب دوڑ لگائی تو اب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور مسکرا کے فرمایا: حمیرا! تلك وتلك پہلے تم جیت گئی تھی اب میں جیت گیا میں نے تمہارا حساب برابر کر دیا تو دیکھو! بیوی کی دل لگی کے لیے ایسی باتیں ہیں۔

ایک مرتبہ عید کا دن تھا باہر کچھ حبشی نوجوان کھیل رہے تھے، دوڑ رہے تھے۔تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ عائشہ! کیا آپ یہ کھیل دیکھنا چاہو گی؟ فرمایا: جی دیکھنا چاہوں گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کھڑے ہو گئے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اپنی اوٹ میں لے لیا اور آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو پر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی تھوڑی رکھی اور اس طرح وہ کھیل دیکھنے لگیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر بعد پوچھتے کہ تم دیکھ رہی ہو کہ بس کریں! فرمایا: نہیں ابھی اور دیکھنا چاہتی ہوں دو تین مرتبہ ایسا ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں یہ کھیل بہت اچھا لگا۔ اب دیکھئے! کہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم (پردے کی آیات نازل ہونے سے پہلے) یہ کھیل خود اپنی بیوی کو دکھا رہے ہیں۔

چنانچہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نو عورتوں کی کہانی سنائی کہ کنویں پر پانی بھرنے کے لیے نو عورتیں اکٹھی ہوئیں۔ ایک نے کہا کہ تم بالکل آج کھری کھری بات سنا دو! تو ایک نے کہا کہ میرا خاوند ایسا ہے، ایسا ہے۔ دوسری نے کہا، میرا خاوند ایسا ہے۔۔۔ تیسری نے کہا ایسا ہے۔۔۔ اب دیکھو! اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی کے ان عورتوں کی کہانی سنا رہے ہیں اور فرمایا کہ ان میں سے ایک عورت ام زرع تھی۔ اس نے ابو زرع کے بارے میں کہا کہ وہ مجھے اتنا محبت سے رکھتا ہے، وہ مجھے اتنا کھلاتا ہے، اس نے مجھے سونے سے لاد دیا، اس نے مجھے اتنی محبت دی یہ باتیں سنا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عائشہ! ابو زرع، ام زرع سے جتنی محبت کرتا تھا میں اس سے زیادہ تم سے محبت کرتا ہوں۔ اب بتائیں کہ خاوند اگر ایسی بات بیوی سے کرے گا تو اس کی زندگی میں تو خوشیاں آجائیں گی اس کو تو اپنا گھر بستا نظر آجائے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ایک دفعہ جا رہی تھی۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دوسرے اونٹ پر سوار تھیں (اللہ کی شان) وہ اونٹ بھاگ گیا۔ تو نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ وہ اونٹ بھاگ رہا ہے تو فرمایا "واعروساہ" (ہائے میری دلہن) اب اندازہ لگائیے کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ شادی کا دن نہیں تھا سالوں گزر گئے تھے شادی کو، اس وقت جب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اونٹ بھاگا تیزی کے ساتھ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "واعروساہ" ہائے میری دلہن۔ تو جب خاوند اس طرح بیوی کے ساتھ پیار کرے تو بیوی کیوں نہیں گھر کو آباد کرے گی۔

انجشہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں وہ خواتین کے اونٹوں کی مہار پکڑ کے چل رہے تھے تو انہوں نے ذرا تیز چلنا شروع کر دیا ان کے پیچھے اونٹوں نے بھی بھاگنا شروع کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کے اونٹ تیزی سے بھاگ رہے ہیں تو انجشہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اونٹوں کو آہستہ چلاؤ! اس کے اوپر ہمارے آبگینے سوار ہیں کہ جیسے شیشے کی بنی ہوئی چیز کو ذرا نازک ہونے کی وجہ سے پیار سے ہینڈل کرنا چاہیئے تو اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لفظ استعمال کیا۔ آپ سوچئے! جو اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کو تیز چلا کر بھی ان کو تکلیف نہیں دینا چاہتے وہ اپنی بیویوں کو کتنا خوش رکھتے ہوں گے۔

چنانچہ ڈاکٹر عبد الحئ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی ان کے بارے میں فرمایا کرتی تھیں کہ انہوں نے پوری زندگی کبھی مجھ سے لہجہ بدل کر ہی بات نہیں کی۔ کیا حسن معاشرت ہے! کیا حسن اخلاق ہے! فرماتی ہیں ناراض ہونا، غصے ہونا تو بڑی دور کی بات ہے۔ انہوں نے کبھی میرے ساتھ لہجہ بدل کر بات نہیں کی۔ ہمیشہ محبت پیار کے لہجے میں بات کرتے تھے۔

شادی کے پہلے اور بعد نوجوانوں کی سوچ میں فرق:

یہ نوجوان جب کنوارے ہوتے ہیں اس وقت ان کی سب سے بڑی تمنا ہوتی ہے کہ شادی ہو جائے، بیوی مل جائے۔ ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں کہتے ہیں (بیوی کے بغیر کوئی زندگی ہے No life With Out Wife اس وقت ان کو بیوی کا اتنا انتظار ہوتا ہے ہر وقت وہی سوچیں، ہر وقت وہی باتیں، وہی نوجوانوں کا ہنسی مذاق اس وقت سمجھتے ہیں پتہ نہیں یہ کیا نعمت ہے! اللہ مجھے جلدی دے۔

چنانچہ ایک نوجوان کہنے لگا کہ مجھے موت سے محبت ہی اسی لیے ہے کہ وہ آتی ہے، آتا نہیں ہے۔ تو جب کنوارے تھے تو پھر اتنا شوق کہ ہائے اللہ مجھے یہی نعمت دے دے اور جب وہ بیوی گھر میں آجاتی ہے تو اب ان کو سختیاں یاد آجاتی ہیں اس وقت بھی محبت پیار سے رہیں۔

بعض شوہر دل جلاتے ہیں:

اور آج کل کے خاوند تو دل جلاتے ہیں شادی ہوئی اور بس۔ کئی لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ جو خود فسق وفجور میں پڑ جاتے ہیں، غیر عورتوں کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ میاں بیوی کے جھگڑے کی 75 فی صد جو وجوہات ہیں ان میں سے ایک وجہ کہ شادی کے بعد نوجوان مرد غیر لڑکیوں کے ساتھ Envolve (منسلک) ہو جاتے ہیں اور اپنی بیوی کو Ignore نظر انداز کر دیتے ہیں۔ گھر وقت نہیں دیتے، گھر آتے ہیں تو ان کو نیند آئی ہوئی ہوتی ہے، بیوی سے بات کرنے کی فرصت نہیں ہوتی، وہ بات بھی کرتی ہے تو وہ دو لفظوں میں جواب دے دیتے ہیں۔ کہیں بیٹھے ہوتے ہیں، بیوی فون کرتی ہے .. اچھا تم مجھے کام نہیں کرنے دے رہی اور کام کیا ہوتے ہیں، بیٹھے میسجز کر

رہے ہوتے ہیں یہ کس قدر ظلم ہے! جس کو یہ نکاح کے بعد اپنے گھر لائے۔ جن محبتوں کی وہ حقدار تھی اب انہوں نے وہ محبتیں غیر لڑکی کے لیے استعمال کرنی شروع کر دیں جب جی بھرا ہوا ہو تو کسی کے سامنے بریانی بھی رکھ دو تو اس کا جی نہیں چاہتا بریانی کو ہاتھ لگانے کو۔ ان کا یہ ہی حال ہوتا ہے کہ باہر فون کر کے، باتیں کر کے I miss you (میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکوں گا) کہہ کر اپنی محبتوں کے جذبے پورے کر کے آتے ہیں گھر آتے ہیں تو بیوی بریانی کی طرح بھی ہو تو بھی ان کو دیکھنے کو دل نہیں کرتا یہ ان جھگڑوں کی بنیادی وجہ سے نوجوان لڑکوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو دیکھیں گھر میں آکر ان کا دل نہ دکھائیں بلکہ درگزر سے کام لیں۔

بیوی کی ناز برداری بھی ہونی چاہیئے:

شریعت نے کہا ہے کہ بیوی کا چونکہ خاوند کے ساتھ پیار کا تعلق ہے، محبت کا تعلق ہے اب اس محبت میں کئی مرتبہ بیوی میں ناز بھی آجاتا ہے تو اعتدال کے ساتھ بیوی کے ناز کو بھی برداشت کر لینا چاہیئے اور اس پر صبر کرنا چاہیئے چنانچہ اللہ کے پیارے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے درمیان کوئی بات ہو گئی ابھی یہ بات چل رہی تھی کہ ادھر سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر! تم اچھے وقت پر آئے، آؤ! ہم تمہیں کہتے ہیں کہ تم ہمارے درمیان ایک بات کا فیصلہ کرو۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے جی۔ تو فرمایا کہ کون بات کرے گا؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بات کرتا ہوں، میں بتاتا ہوں کے کیا ہوا؟ تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

ذرا غصہ میں تھیں، کہنے لگیں کے ہاں ٹھیک ہے، آپ ہی بات کریں مگر ٹھیک ٹھیک بات کریں۔

اب جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ سنا کہ بات آپ فرمائیں لیکن ٹھیک ٹھیک بات کریں تو انہوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ایک زور کا تھپڑ لگایا کہنے لگے: تجھے تیری ماں روئے، کیا اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ٹھیک بات نہیں کریں گے؟ اب جب تھپڑ لگا، تو بیٹی تھیں جلدی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چھپ گئیں کہ دوسرا نہ پڑ جائے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر! ہم نے تو آپ کو فیصلہ کے لیے بلایا تھا، یہ تو نہیں کہا تھا کہ مارنا شروع کر دیں آپ جائیں! ہم اپنا معاملہ خود سمیٹ لیں گے چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے گئے۔ جیسے ہی وہ گئے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے پیچھے سے دوسری طرف آئیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر دیکھا اور فرمایا: دیکھا! دوسرے تھپڑ سے میں نے ہی تمہیں بچایا ہے نا۔ اب اتنی سی بات پر پھر محبت پیار کی زندگی تو معلوم ہوا کے بیویوں کے ساتھ تحمل مزاجی کے ساتھ رہنا چاہیئے اور اعتدال کے ساتھ ان کے ناز اور نخرے کو بھی برداشت کر لینا چاہیئے۔

ساس کے سوچنے کا عجیب انداز:

اب ساس کو یہ چیز بری لگتی ہے، مگر وہ اپنی زندگی پر نظر دوڑائے کہ جب وہ بہو تھی تو وہ کتنے ناز کیا کرتی تھی؟ اب چونکہ بوڑھی ہو گئی اس لیے اس کو یہ چیزیں اچھی نہیں لگتی پھر وہ بیٹے کو سمجھاتی رہتی ہے کہ کیا تمہاری بیوی بنی رہتی ہے! کیا تم اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھے رہتے ہو! اصل میں وہ نہیں بول رہی ہوتی، بیچاری کا بڑھاپا بول رہا ہوتا

ہے، تو میں سمجھتا ہوں کہ ساس بھی بیچاری بے قصور ہی ہوتی ہے وہ خود نہیں بول رہی ہوتی، اس کا بڑھاپا بول رہا ہوتا ہے۔ اگر وہ اس عمر میں ہوئی جس عمر میں اب یہ بچے اور بچیاں ہیں تو اس کی سوچ کی فریکونسی بھی مختلف ہوتی۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا اپنی ازواج سے رویہ:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے دوسری شادی کرنی پڑی تو بیویوں کے اندر ایک دوسرے کے ساتھ آپس میں معاملہ چلتا ہی ہے، کبھی یہ ناراض کبھی وہ ناراض۔ فرماتے ہیں! کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ میں ایک گھر جاتا تو دروازے کو کنڈی لگی ہوئی ہوتی، وہ کھولتی ہی نہیں تھی تو میں وہیں دروازے پر مصلی بچھا کر نماز پڑھ لیتا اور واپس آجاتا تھا یہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کو اللہ نے علم کا سمندر بنایا۔

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری بڑی گھر والی کہیں جانے لگی اور مجھے کہہ گئیں کہ گھر میں مرغیاں پالی ہوئی ہیں تو ان کو اپنے وقت پر کھانا ڈال دیجئے گا میں نے کہا بہت اچھا فرماتے ہیں کہ مجھے بات ہی بھول گئی۔ اب میں تفسیر بیان القران لکھنے جو بیٹھا تو کوئی مضمون وارد نہیں ہو رہا، بڑی اللہ سے توبہ کی بڑی دعائیں مانگیں مگر طبیعت میں کوئی انشراح ہی نہیں ہو رہا، آمد کا سلسلہ بالکل بند تھا۔

کافی دیر کے بعد فرمانے لگے کہ ہو نہ ہو، کوئی مجھے سے ایسی کوتاہی ہوئی گناہ ہوا جس کی وجہ سے جو روز مجھ پر علم آتا تھا، اللہ نے مجھے اس معرفت سے آج محروم کر دیا کہنے لگے میں بیٹھ کر سوچنے لگا تو اچانک مجھے خیال آیا کہ اوہو! میں نے تو مرغیوں کو آج دانہ بھی نہیں ڈالا۔ فرماتے ہیں: میں اٹھ کر فوراً گھر گیا، مرغیاں بھوکی پیاسی

تھیں، میں نے دانہ ڈالا، ان کو پانی دیا۔ جب مرغیوں نے وہ پانی پیا اور دانہ کھایا، اللہ نے مضامین پھر وارد کرنے شروع کر دیے اور پھر میں نے آ کے اللہ کے قرآن کی تفسیر لکھی۔ اگر مرغیوں کو تکلیف پہنچتے تو اللہ تعالیٰ اپنی معرفت کے علم کو روک لیتے ہیں جو اپنی بیوی کا دل دکھائے گا وہ اللہ کی معرفت کیسے پائے گا؟ تو دیندار لوگوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے۔

بیوی کو معاف کرنے پر ایک شخص کی بخشش:

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص کی بیوی سے کوئی غلطی کوتاہی ہوئی اب وہ اسے سزا دیتا تو وہ حق بجانب تھا مگر اس نے اللہ کی بندی سمجھ کر معاف کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد خاوند کی وفات ہوئی کسی نے خواب میں پوچھا: سناؤ! کیا ہوا؟ کہنے لگا: اللہ کے حضور پیشی ہوئی، فرمایا کے تو نے اس موقع پر اپنی بیوی کو میری بندی سمجھ کر معاف کر دیا تھا، آؤ! آج میں تمہیں اپنا بندہ سمجھ کر معاف کر دیتا ہوں۔ اللہ اکبر کبیرا۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ اللہ رب العزت اس بات کو کتنا پسند کرتے ہیں۔

ابو الحسن خرقانی رحمہ اللہ کی کرامت:

چنانچہ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ شیر کی سواری کر کے آرہے تھے کسی نے پوچھا: حضرت! آپ کو یہ کرامت کیسے ملی کہ شیر پر سوار ہوتے ہیں؟ فرمانے لگے: گھر میں میری بیوی تیز مزاج کی ہے، میں اس کی تلخ مزاجی پر صبر کر لیتا ہوں تو اللہ کا شیر میرے بوجھ کو اٹھانے پر صبر کر لیتا ہے۔

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمہ اللہ کا مقام:

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی زیادہ نازک مزاج تھے ان کے تو واقعات بہت ہی زیادہ ہیں، مگر روحانی مقام اتنا تھا کہ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ فرماتے تھے: اللہ رب العزت نے مجھے ایسا کشف دیا کہ پوری دنیا کو اس طرح دیکھتا ہوں جیسے ہتھیلی پر پڑے ہوئے کسی دانے کو دیکھتا ہوں۔ یہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے اور فرماتے ہیں کہ اس کشف کے حاصل ہونے کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ اس وقت پوری دنیا میں مظہر جان جاناں جیسا دوسرا کوئی بزرگ موجود نہیں۔ تو جن کے بارے میں ایک محدث، مفسر یہ کہہ رہا ہو، اس مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو جو یہ مقام ملا، اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ان کی بیوی ذرا تیز زبان کی تھی۔ بات بات پر سخت لفظ بول دیتی تھی، تو انہوں نے اپنی بیوی کے اس ایذاء پر صبر کیا اللہ نے ان کو ولایت کا اتنا اونچا مقام عطا فرمایا چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یغلبن کریما ویغلبھن لئیم کریم لوگوں پر یہ غالب آجاتی ہے اور کمینے لوگ ان پر غالب آجاتے ہیں فاحب ان اکون کریما مغلوبا ولا احب ان اکون لئیما غالبا۔

(روح المعانی ج5ص14)

(میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں کریم بنوں اگرچہ مغلوب ہو جاؤں لیکن یہ پسند نہیں کرتا کہ بد اخلاق بنوں اور ان پر غالب رہوں)

تو کریمی کو اور نرمی کو اتنا پسند فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں کریم بن کر رہوں اگرچہ میری بیوی مجھ پر غالب ہی کیوں نہ آجائے۔ یہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں۔

پشپا (جمیلہ) کا قبول اسلام

جمیلہ انڈیا

میرے والد کا نام شیو رام بھگت تھا، والدہ کا نام سومی بائی تھا۔ میرا تعلق پنجاب کے راج پورہ ضلع پٹیالہ کے بھگت خاندان سے تھا۔ ہم لوگ تین بہنیں تھیں۔ میرے اللہ کو مجھ سے پیار تھا اور میرے رب نے کرم کیا کہ ایمان کی دولت سے نوازا اور کفر کو مجھ سے دور کیا اور بظاہر "مسلم عورت کی ستر پوشی" میرے اسلام لانے کا سبب بنی۔ ہمارا گھرانہ غریب تھا۔ میری والدہ کی بہن کی شادی ایک بڑے گھرانے میں ہوئی۔ جب میری شادی ہوئی، اس وقت میری عمر 20 سال تھی۔ میری خالہ نے سوچا کہ میری بھانجی بھی بڑے گھر میں آجائے، اس لیے انہوں نے اپنے دیور کے بیٹے سے جو کہ سی بی آئی آفیسر تھے، میری شادی کرادی۔ میری والدہ امیر غریب کے خوف کی وجہ سے شادی پر آمادہ نہ تھیں۔ ایک طرح زبردستی یہ شادی کرائی گئی۔ شادی کے بعد معلوم ہوا کہ جن سے میرا بندھن بندھا ہے، وہ بے حد لاپرواہ اور شرابی ہیں۔ سسرال میں میرا حال تو نوکر سے بھی بدتر تھا اور میں کٹھ پتلی کی طرح سسرال میکے میں گھمائی جاتی۔ 1980ء میں میری شادی ہوئی اور 1983ء میں میرا بیٹا پیدا ہوا۔ اس وقت میں بے حد ستم رسیدہ حالت میں اسپتال میں تھی۔ میری ماں نے بھی میری پروا چھوڑ دی۔ بے چاری کیا کرتی، حالات ہی ایسے تھے۔ میں نے لوگوں کے جھاڑو برتن کیے اور ایسے حالات میں اللہ نے دو بیٹے اور ایک بیٹی کی مجھے ماں بنادیا، اللہ نے مجھے دماغ بہت تیز دیا ہے۔ میں نے 1980ء میں سلائی کڑھائی کے کارخانے میں 250 روپے ماہانہ تنخواہ پر

کام شروع کیا۔ وہیں سے میرا اسلام سے تعلق جڑا۔ وہ کارخانہ کسی ہندو کا تھا، لیکن اس میں نوکر مسلمان تھے اور مسلمان بریلوی خیال کے تھے۔ میں ساڑھی پہن کر کارخانے جاتی اور میرا بلاؤز بغیر آستین کے ہوتا تھا۔ مسلم ورکر بولے: بہن جی، آپ ہمارا ایمان خراب کرتی ہیں! میں بولی: ایمان کیا؟ وہ بولے: ہم لوگ مسلمان ہیں اور ہمارے یہاں مسلم عورت ستر پوش یعنی پوری ڈھکی چھپی رہتی ہے اور اس لیے مردوں کا ایمان بھی سلامت رہتا ہے اور عورتوں کا بھی۔ میں نے کہا کہ ایمان کیا ہے؟ بولے کہ ایک کلمہ ہے۔ وہ پڑھا جاتا ہے۔ میں بولی کہ وہ تو مسلمان عورتیں ہیں، اپنے دھرم کی وجہ سے کرتی ہیں، مسلم ورکر بہت دردمندی سے بولے کہ بہن جی، آپ چاہے جو بھی ہوں، ہمارا دل چاہتا ہے کہ آپ بھی ہماری ماں بہنوں کی طرح کپڑے پہنو۔ میرے دل میں ان کے ایمان کی، ستر پوشی کی بات گھر کر گئی اور میں سوچنے لگی کہ کیسا اچھا ایمان ہے ان کا، اور ان کے یہاں کس قدر عورت کی عزت کی جاتی ہے اور ان ورکرز کے ایمان کے اندر آنے کے لیے میرا دل بے قرار ہو گیا۔ اگلے دن میں نے کہا کہ بھائی میں تمھارے ایمان میں آنا چاہتی ہوں، مجھے کیا کرنا ہو گا؟ بولے: ایک کلمہ ہے، وہ پڑھنا ہو گا۔ میں نے کہا: جلدی مجھے پڑھاؤ۔ بولے کہ ہم نہیں پڑھا سکتے، ہمارے بابا پڑھائیں گے۔ اور وہ فلاں دن آتے ہیں۔ اب مجھے اس فلاں دن کا بے قراری سے انتظار رہنے لگا۔ خدا خدا کر کے وہ دن آ گیا۔ ایک لمبا سا چوغا اور طرح طرح کی گلے میں مالائیں پہنے اور ہری ٹوپی پہنے بابا کارخانے میں تشریف لائے اور انہوں نے رومال پکڑوا کر کہلوایا: صلی علیك یا محمد۔ یا اللہ۔ یا محمد۔ یا علی المدد۔ کر مدد۔ یہ اس زمانے کا میرا ایمان تھا۔ جیسے کہا، جو بتایا، میں نے کہا اور پڑھا اور بہت زمانے تک ہر وقت یہ ورد کرتی

رہی اور پھر مجھے بتایا گیا کہ قبروں پر جانا ہے، میں ان بابا کی مرید بن گئی اور میں نے ہندوستان کے بڑے بڑے مزاروں پر حاضری دی اور جیسا وہاں ہوتے دیکھا، ویسے کرتی رہی۔

ادھر میں نے ساڑھی کی جگہ سوٹ پہننا شروع کیا اور خود کپڑے ڈیزائن کرنا شروع کیے اور میرے ڈیزائن ڈریس کی بہت قیمت لگی۔ میں نے الگ سے مشین خریدی اور خود ڈیزائن کر کے ڈریس تیار کی اور بازار میں فروخت کی، میرا کاروبار چل نکلا۔ 1986ء میں اوکھلا فیز۔ ۲ میں، میں نے اپنے کارخانے کی بنیاد ڈالی اور الگ سے مسلم ورکرز رکھے۔ مجھے کمانے کی دھن لگ گئی اور اللہ نے قابل بنا دیا کہ نہرو نگر، نئی دہلی میں ۳ منزلہ ایک پورا کیمپس خرید لیا۔ ہاں ایک اور بات یاد آئی۔ جب میں کارخانے میں کام کرتی تھی، بابا کو خانقاہ کی ضرورت تھی، میری ماں نے میرے نام ایک دکان کر دی تھی، وہی ان کی کل جائداد تھی۔ بابا کو خانقاہ کے لیے زمین کی ضرورت تھی۔ میں نے اپنی ماں سے کہا: وہ دکان کے کاغذات دے دو مجھے ایک مکان خریدنا ہے۔ میں نے ماں سے جھوٹ بولا، ورنہ ماں بھی کاغذ نہ دیتی۔ میں نے کاغذات لے کر وہ دکان اس زمانے میں 12 ہزار کی فروخت کر دی۔ 11 ہزار ان بابا کو خانقاہ کے لیے دے دیے۔ ایک ہزار خود رکھے، اس وقت سروس کرتی تھی۔ 250 روپے تنخواہ، تین بچے اور خود اور مکان کا کرایہ، ایک ہزار کرایہ جمع کیا اور دلی کورٹ پٹیالہ ہاؤس میں جا کر باقی پیسے سے اسلام قبول کرنے کی کارروائی پوری کی۔ بس اس وقت اللہ کے نام پر دینے کی دھن سوار تھی۔ میں چاہتی تھی کہ کماؤں اور اللہ کے لیے لٹاؤں، مجھے کمانے کی دھن لگ گئی۔ نہرو نگر میں اللہ نے جائداد دلوادی۔ وہاں جو ورکرز کام کرتے تھے، وہ

نماز نہ پڑھتے تھے، البتہ نماز کے بہانے جاتے اور باہر جا کر پکچر دیکھنے چلے جاتے اور میں نمازیوں کو ہی کام دیتی تھی۔ مگر ورکر چالاکی کرتے۔ میں نے سوچا، مجھے ایسی جگہ کارخانے کی تلاش کرنی چاہیے، جہاں مسجد کارخانے سے ملی ہوئی ہو، تب میں نے حاجی کالونی، غفور نگر (جامعہ نگر، دہلی۔) میں زمین خریدی اور کارخانہ ادھر شفٹ کیا، لیکن ادھر چونکہ میں اکیلی کام کرتی تھی اور مسلم ایریا میں مسجد کی وجہ سے شفٹ ہوئی تھی، تاکہ ورکر نماز ضرور پڑھیں اور دیر تک غائب بھی نہ ہوں کہ کارخانے میں کام کا نقصان نہ ہو، لیکن ادھر کے مسلمانوں نے مجھے بہت تنگ کیا کہ یہ کیسے مسلمان بنی ہے، لڑکوں سے کام کراتی ہے، طرح طرح کی باتیں... میرا ذہن پریشان ہو گیا، حتیٰ کہ میرا کارخانہ ٹھپ ہونے لگا اور میں بچوں کے پاس نہرو نگر چلی گئی۔ کام بالکل بند ہو گیا۔ میں غریبی میں چلی گئی، فاقے ہونے لگے، میں نے کترن بیچنا شروع کی اور پھر کچھ سہارا شروع ہوا۔ پھر کچھ اور اچھی مسلمان بہنیں ملیں۔ انہوں نے سہارا دیا، اسی طرح مولوی ذوالفقار صاحب نے میری بڑی رہنمائی کی۔ انہوں نے مجھے اپنی ماں بنا لیا اور حقیقی ماں کی طرح میرا خیال رکھنے لگا۔ میں نے حاجی کالونی (جامعہ نگر، نئی دہلی) میں پھر کارخانہ شروع کیا۔ اور نائٹی، ٹاپ اور پٹیالیہ شلوار کی ڈیزائننگ کر کے مارکیٹ میں فروخت کرنا شروع کر دی اور یہاں بھی میں نے عمارت بنالی اور خود بھی ادھر ہی شفٹ ہو گئی اور تب میں نے جانا کہ جس اسلام پر میں چلتی ہوں، قبر پرستی، وہ صحیح نہیں۔ کلمہ صحیح کیا ہے، اب معلوم ہوا۔ نماز یہاں آکر سیکھی، قرآن کریم پڑھا، تبلیغی جماعت کی بہنوں سے میل جول پیدا کیا۔ میں نے جب نماز سیکھی اور اس کو ادا کیا تو

سمجھ میں آیا کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "نماز مومن کی معراج ہے" کا کیا مطلب ہے، نماز واقعی معراج ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ میں روزے برابر رکھتی رہی، نمازیں بھی ادا کرتی، لیکن نماز کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکتی تھی۔ مجھے شوگر ہو گئی اور گھٹنوں نے کام کرنا بند کر دیا۔ جہاں میں رہتی ہوں، وہاں میرے ایسے پورشن ہیں کہ بآسانی کرائے دار بھی رکھتی ہوں۔ لیلۃ القدر آگئی، سب لوگ کھڑے ہو کر نوافل میں مصروف تھے۔ میں بھی اس رات جاگ رہی تھی۔ پیروں کے درد کی وجہ سے اٹھ نہ سکتی تھی۔ کسی مسلم بہن نے بھی مجھے اس رات کے بارے میں کچھ خاص نہ بتایا اور میرا دل پھٹا جارہا تھا کہ کوئی آئے، مجھے تسلی دے، اس رات کی عظمت کے بارے میں بتائے۔ میں ایسے میں کیسے عبادت کروں، کوئی میری مدد کرے۔ پھر بے بسی کی کیفیت طاری ہوئی۔ میں بیٹھے بیٹھے سجدے میں جا گری اور اسی طرح مالک کے سامنے آہ و فغاں کی، تڑپ تڑپ کر روئی، روتے روتے زور زور سے میری چیخیں لگ گئیں۔ مجھے کچھ ہوش نہ رہا، بس اللہ اور میں فریادی! میری یہ بے بسی کہ عبادت اور نماز بھی کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکوں، اس کا احساس ہوا کہ یکایک مجھے لگا، میں کھڑی ہو سکتی ہوں اور میں سیدھی کھڑی ہو گئی اور اس رات میں نے کھڑے ہو کر خوب نماز ادا کی اور میں جو چلنے پھرنے سے معذور تھی، چلنے پھرنے لگی اور کئی سال تک میں ایسی رہی کہ مجھے کوئی بیماری نہیں تھی، میری شوگر بھی ختم ہو گئی۔ ہم بہت نکمے ہیں، پھر دنیاداری میں پھنس گئی اور پھر وہی بیماری۔

میں نے "فضائل اعمال" پڑھنا شروع کی۔ جب میں نے یہ پڑھا کہ جس کا بیٹا حافظ قرآن ہو گا، آخرت میں اس بیٹے کی ماں کو تاج پہنایا جائے گا۔ میں تڑپ گئی کہ یا اللہ!

اب میں کیا کروں! میرے دو بیٹے ہیں، ان کی شادی ہو چکی، بچے بھی ہو گئے، کیونکہ میں بس صلی علیک یا محمد، المدد، کر مدد اور قبروں پر جانے کو مسلمان ہونا سمجھتی تھی، بس خود ہی مسلمان بنی رہی، لڑکے خاندانی حالت پر ہیں، ان کی شادی میں نے ہندو لڑکی سے کی اور مجھے پھر اس نعمت سے محرومی نے دکھی کر دیا۔ میں زار و قطار روئی کہ سب حافظوں کی ماؤں کو تاج پہنایا جائے گا، میرے لیے کوئی تاج نہ ہو گا۔ میرا کوئی بیٹا حافظ نہیں۔ ایک پڑوسن دین دار تھیں، میرے ہر وقت کے رونے کو دیکھ کر کہنے لگیں کہ تم میرے بیٹے کو پڑھالو، حافظ بنالو۔ دوسروں نے کہا کہ کوئی غریب بچہ پڑھالو۔ میں نے غریب بچے کی تلاش شروع کر دی۔ ایک بچہ جس کا نام احتشام تھا، اس کو پڑھانے کے لیے سہارن پور مدرسہ سوکڑی میں چھوڑا اور وہ الحمد للہ حفظ کر رہا ہے، پھر مجھے لوگوں نے کہا: ایسے تاج نہیں پہنایا جائے گا۔ آپ بن ماں باپ کا بچہ تلاش کرو۔ اس کو حفظ کراؤ۔ اب میں اور رونے لگی اور لگتا تھا کہ روتے روتے جان چلی جائے گی کہ ہائے محرومی! مجھے تاج نہ پہنایا جائے گا۔ اب میں نے کسی ہندو غریب کی جھگی جھونپڑی میں تلاش شروع کر دی۔ ایک بچہ اللہ نے مجھے ملایا، جو بن ماں باپ کا ہے، عبد اللہ اس کا نام رکھا۔ اسے رائے پور سہارن پور کی طرف لے کر گئی اور اسے پڑھا رہی ہوں۔ ماشاء اللہ اس کا 12 واں پارہ ہے، رائے پور میں پڑھ رہا ہے۔ دونوں بچوں کے لیے کپڑا خرچ وغیرہ لے کر جاتی ہوں۔ میرا پوتا میرے پاس رہتا ہے۔ اسے حوض والی مسجد میں بھیجا ہوا ہے، امن نام ہے، دعا کیجیے کہ وہ بھی حافظ ہو جائے، آمین! "فضائل اعمال" میں پڑھا کہ سود خور کے ساتھ یہ معاملہ ہو گا کہ اس کے پیٹ میں سانپ بچھو ہوں گے۔ ہمارے یہاں ہفتے میں اجتماع ہوتا ہے اور میں پنجاب وغیرہ بھی جاتی ہوں۔ وہاں ہندو

بہنیں میرا وعظ سنتی ہیں۔ جالندھر میں میں نے جب یہ سود والی حدیث سنائی تو ہندو ہوتے ہوئے بھی سب نے یقین کر کے وہاں سود لینا دینا چھوڑ دیا، اور وہ بے چین رہتی ہیں کہ اپنے دھرم کی اور بات بتاؤ۔ لوگ پیاسے ہیں، مجھے تو کچھ زیادہ معلومات نہیں، بس قرآن (ہندی ترجمہ) اور "فضائل اعمال" پڑھی ہے۔ مسلمان اگر آگے آئیں تو لوگ پیاسے کھڑے ہیں۔ ذرا سے اشارے کی دیر ہے، دامن اسلام میں آجائیں گے۔

میرے شوہر نے 25 سال سے میرا اور میرے بچوں کا کوئی خرچ نہیں اٹھایا۔ اب وہ پچھلے دنوں ریٹائر ہوئے اور انھوں نے فنڈ کے پیسے سے ایک فلیٹ خریدا اور حالات کچھ ایسے بنے کہ وہ فلیٹ انھیں گروی رکھنا پڑا۔ ناچار میرے نہرو نگر والے فلیٹ میں جہاں میرے دونوں لڑکے اپنی فیملی کے ساتھ رہتے ہیں، ان کو آنا پڑا۔ میں برابر سب رشتے داروں سے ملتی ہوں، جب کچھ دن باپ کو بیٹے اور بہو کے پاس رہتے ہو گئے تو بڑی بہو نے انہیں باہر کر دیا۔ اب یہ دوسرے بیٹے کے گھر میں گئے۔ دیکھتی کیا ہوں کہ ایک دن میری بڑی بہو ان کو کھانا ایسے دیتی ہے، جیسے کسی کتے کو ڈالتے ہیں۔ میں نے کہا: تم اس طرح سلوک کرتی ہو، اس طرح تو لوگ کسی کتے کو بھی نہیں دیتے ہیں۔

خیر میں حسب معمول خرچہ دینے کے لیے رائے پور حفظ کرنے والے بچے کے پاس گئی تو وہاں جامعہ اسلامیہ دہلی کا ایک بچہ گیا، وہ وہاں حفظ کر رہا ہے، رائے پور میں رہتا ہے۔ اللہ نے اسے دین پر لگا دیا ہے۔ وہ بولا: ماں جی! مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے۔ میری سب کہانی کا حال اس نو مسلم بچے نے اسے بتا دیا ہو گا۔ بولا: آپ کے شوہر ہندو ہیں، آپ پر فرض ہے کہ آپ اپنے شوہر کو دین کی دعوت دیں۔ مجھے ان کے سلوک کی وجہ سے ان کے ساتھ کوئی تعلق محسوس نہ ہوتا تھا۔ میں نے کہا کہ بیٹے،

وہ تو بہت بڑے شرابی ہیں، شراب کے بغیر رہ ہی نہیں سکتے۔ وہ بچہ بولا کہ اماں، اگر آپ کو شراب کا گلاس بھر کر بھی دین کی دعوت دینی پڑے، تب بھی آپ دین کی دعوت دیں۔ یہ دعوت دینا بہت ضروری ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان شاءاللہ وہ ضرور ایمان لے آئیں گے۔ آپ ایسے بھی جذبے والی ہیں۔ آپ یہ کام ہر حال میں کریں، اب میں گھر آ گئی۔ میں نے فون اٹھایا، ادھر سے فون انہوں نے اٹھایا، مگر میں کچھ ہمت نہ کر سکی۔ عجیب شرم محسوس ہوئی، مگر دل ہی دل میں اللہ سے گڑگڑاتی: اے اللہ، تو انھیں ایمان کی دعوت دینے کی مجھے ہمت عطا کر۔ میری بہن ہندو ہے، مگر سب کلمہ ورد جانتی ہے۔ وہ بھی بہنوئی کی ایسی درگت سے دکھی تھی۔ وہ روز کہتی کہ تو مسلمان بن جا، تیری زندگی بن جائے گی۔ دیکھ میری بہن کی مسلمان بننے سے کیسی زندگی بنی ہوئی ہے۔ روز روز کہتی رہی۔ ایک دن دیکھتی کیا ہوں کہ زبردستی میرے شوہر کو میرے گھر لے آئی۔ میں ناراض ہوئی کہ تو اس ہندو شرابی کو کیوں لے کر آئی ہے؟ وہ بولی: یہ مسلمان بننے کو تیار ہے۔ غفار منزل کی مسجد میں صبح 10 بجے کسی مولوی صاحب کا بیان تھا۔ ان کو وہاں لے گئی اور وہاں پر مولوی صاحب نے ان کو کلمہ پڑھایا، پھر نکاح پڑھایا۔ وہ نکاح پڑھا کر جانے لگے، میں روٹھی روٹھی تھی، میرے بیٹے ذوالفقار نے ان سے کہا: میری جمیلہ ماں کو سمجھایئے کہ پردہ کیے بیٹھی ہیں۔ پردہ چھوڑیں اور ناراضگی بھی ختم کریں مولوی صاحب نے مجھے سمجھایا، میری سمجھ میں بات آ گئی۔ مگر 25 سال سے الگ رہ رہی تھی، عجیب سا حجاب آتا ہے ویسے جتنا کچھ ہو رہا ہے خدمت کر رہی ہوں آج 22 دن ہو گئے انہوں نے شراب کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔

میرے دونوں لڑکے اگرچہ ہندو ہیں، لیکن بسم اللہ، الحمد للہ سب پڑھتے ہیں۔ بڑی بہو تو کٹر ہے، لیکن چھوٹی بہو بہت نرم دل ہے۔ چھوٹا بیٹا میرے ساتھ کام کرتا ہے، بلکہ اب فیکٹری، دکان سب کچھ وہی سنبھالتا ہے۔ بس بہو سے ڈرتا ہے۔ مجھے ان کو اسلام کی دعوت دینا ہے۔ ویسے میرا یہ منہ بولا بیٹا ذوالفقار اور بہو مثالی بہو بیٹے ہیں۔ میں ان کے ساتھ حج بھی کر چکی ہوں۔

ایک مرتبہ میں نے خواب دیکھا کہ میرا ایک کمرہ ہے، جو بے حد حسین اور طوطیا رنگ کا ہے، اس کے رنگ کا حسن بیان سے باہر ہے۔ وہاں میں اور ایک آدمی مسجد میں پڑے ہوئے ہیں۔ بے حد حسین، ناقابل بیان عورتیں، ہیرے جواہرات، زمرد، موتیوں کے تھال لیے بیٹھی ہوئی ہیں۔ دوسرا خواب کہ میں لا انتہا اونچائی پر کھڑی ہوں، بے حد سفید لباس میں اور میرے چاروں طرف بے حد سفید لباس ہیں اور بے حد شفاف پانی ہے۔ میری آنکھ کھل گئی۔ تعبیر تو اللہ جانتا ہے، کیا ہے، مگر بے حد سکون محسوس ہوتا ہے۔ ایک بار دیکھا کہ چٹیل میدان ہے، میں اور میرا پوتا امن میرے ساتھ ہے کہ زبردست زلزلہ آیا، بڑا خوف ناک، میں الحمد شریف پڑھنے لگی ہوں کہ ایک دم زلزلہ الحمد پڑھنے سے رک جاتا ہے۔

مسلمانوں کے لیے میرا پیغام ہے کہ ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں، ہندوؤں سے میل جول رکھیں۔ یہ دوریوں کی سرحدیں گرائیں۔ ہندو قوم اسلام دھرم (مذہب) کے بارے میں جاننے کو بے چین اور متجسس رہتی ہے۔ قریب آئیں، ان شاء اللہ لوگ جوق در جوق اسلام میں کھنچے چلے آئیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات

حفیظ الرحمٰن، کندیاں

نماز فجر کے بعد:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ نماز فجر پڑھ کر ہی وہیں پر آلتی پالتی مار کر (چار زانو) بیٹھ جاتے، صحابہ رضی اللہ عنہم پروانہ وار پاس آکر جمع ہو جاتے۔ یہی دربار نبوت تھا یہی حلقہ توجہ تھا یہی درسگاہ تھی یہی محفل احباب بنتی تھی، یہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نزول شدہ وحی سے صحابہ کو مطلع فرماتے تھے۔

یہیں آپ فیوض باطنی اور برکات روحانی کی بارش ان پر فرماتے، یہیں آپ دین کے مسائل، معاشرت کے طریقے، معاملات کے ضابطے، اخلاق کی باریکیاں ان کو تعلیم فرماتے لوگوں کے آپس کے معاملات و مقدمات کا فیصلہ فرماتے۔

نماز ظہر کے بعد:

نماز ظہر باجماعت پڑھ کر اکثر مدینہ کے بازاروں میں گشت کرتے دکانداروں کا معائنہ و احتساب فرماتے۔ ان کا مال ملاحظہ فرماتے ان کے مال کی اچھائی برائی جانچتے ناپنے تولنے کی نگرانی فرماتے کہ کہیں کم تو نہیں تولتے بستی اور بازار میں حاجت مند ہوتا تو اس کی حاجت پوری کرتے۔

نماز عصر کے بعد:

عصر کی نماز باجماعت پڑھ کر ازواج مطہرات میں سے ایک ایک کے گھر تشریف لے جاتے حال پوچھتے اور تھوڑی تھوڑی دیر ہر ایک کے ہاں ٹھہرتے اور یہ کام اتنی پابندی سے کرتے کہ ہر ایک کے یہاں مقررہ وقت پر پہنچتے اور سب کو معلوم تھا کہ آپ وقت کے بہت قدر شناس اور پابند ہیں۔

نماز مغرب کے بعد:

مغرب کی نماز باجماعت پڑھ کر اوابین کی نماز کبھی آپ ادا فرماتے اور کبھی چھوڑ دیتے تاکہ امت پر فرض واجب یا سنت مؤکدہ نہ ہو جائے اوابین سے فارغ ہو کر جن بی بی کی باری ہوتی آپ شب گزار کے لیے وہیں ٹھہر جاتے۔ اکثر تمام ازواج مطہرات اسی گھر میں آکر جمع ہو جاتیں۔ مدینہ کی اور عورتیں بھی جمع ہو جاتیں اس لیے کہ اس وقت آپ عورتوں کو دینی۔ مسائل تعلیم فرماتے گویا مدرسہ نسواں قائم ہوتا جس میں انتہائی ادب اور پردہ کے ساتھ عورتیں علم دین، حسن معاشرت، حسن اخلاق کی باتیں اس معلم عالَم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھتیں۔ اللہ کے رسول عورتوں کو علم دین سے محروم اور تہذیب اسلامی سے ناآشنا نہیں رکھنا چاہتے تھے یہیں عورتیں اپنے مقدمات پیش کرتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو حل فرماتے اگر کوئی بیعت ہونا چاہتیں تو یہیں آپ ان کو بیعت فرماتے۔

(بحوالہ آج کا سبق)

پتلی بیوی موٹا میاں

محمد شفیق، کوٹ ادو

ظہیر صاحب بیچارے اپنی بیٹی کے رشتے کے سلسلے میں کافی عرصہ سے پریشان تھے مگر کوئی ڈھنگ کا رشتہ نہ مل پا رہا تھا۔ اگر کوئی رشتہ پسند بھی آتا تو کوئی نہ کوئی نقص نکال کر بیگم صاحبہ اس رشتے کو ویٹو کر دیتی تھیں۔ پھر ایک روز ایک جاننے والے کے توسط سے ایک جگہ رشتے کی بات شروع ہوئی اور لڑکے والے لڑکے سمیت لڑکی کے گھر آن وارد ہوئے۔ ظہیر صاحب نے نوکر کو کہا کہ جلدی سے بیگم صاحبہ سے کہو کہ لیپا پوتی چھوڑ کر یہاں آجائیں مہمان آگئے ہیں۔ میاں کے جلدی کے آرڈر سن کر پہلے تو بیگم صاحبہ نے حسبِ معمول کچھ خفگی کا سا اظہار کیا اور واپس میسج بھجوایا کہ میک اپ تو پورا کر لینے دیں۔ میاں صاحب نے دوبارہ پیغام ارسال کرایا کہ پورا میک اپ نہ کرنا صرف ایک اسٹک لگا لینا کہ کہیں لڑکے والے بیٹی کی بجائے اس عمر میں تمہارا ہی رشتہ نہ مانگ لیں اور ہم منہ دیکھتے رہ جائیں۔

خیر جناب! بیگم صاحبہ کے آنے پر میاں صاحب نے ایک سائڈ میں لے جا کر بیگم کو مزید سمجھایا کہ بیگم مہمانوں کے سامنے ذرا پیار سے بات کرنا، ڈانٹ ڈپٹ بالکل نہیں کرنی ہے۔ بڑا ہی معصوم اور بھولا بھالا بچہ ہے ان کا، کہیں ڈر کر بھاگ نہ جائے، بڑی مشکل سے تو ایک رشتہ ہاتھ آیا ہے۔ بیگم صاحبہ بھی کڑا کر بولیں کہ ہاں جی! مجھے پتہ ہے شادی سے پہلے تم تمام مرد اسی طرح بھولے اور معصوم لگتے ہو، تمہاری اصلیت تو شادی کے بعد کھلتی ہے جب تمام عیاریاں اور چالاکیاں سامنے آتی ہیں۔

میاں نے عورتوں کی طرح انگلی منہ میں دبائی اور جواب داغا کہ آدمی کی نہیں دراصل عورت کی اصلیت سامنے آتی ہے، جب وہ صبح دم منہ دھو کر واش روم سے باہر نکلتی ہے اور بیگم کو مزید یاد دلایا کہ ہم تو جب سے آپ کے سحر میں کھوئے ہیں ویسے ہی تمام عیاریاں اور چالاکیاں ویسے ہی بھول چکے۔

بہر حال! ظہیر صاحب نے ڈرائنگ روم میں آکر سب سے باری باری تعارف کرا کر چائے پانی کا پوچھا اور ہونے والے داماد کے پاس جا کر بولے کہ بیٹا آپ کیا لوگے ؟۔ ہونے والا دولہا بولا کہ انکل میں تو دودھ پیوں گا اور وہ بھی نیڈو کا۔ نوکر سے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ کہ گھر میں دودھ صرف چائے کے لیے ہے پینے کے لیے نہیں ہے۔ ظہیر صاحب نے لڑکے سے جب کام وغیرہ کے بارے میں پوچھا تو لڑکے نے بتایا کہ ابو کے دفتر میں کام کرتا ہوں اور جب کبھی ان کی سیکریٹری ان سے فارغ ہو تو اس سے گپ شپ بھی کر لیتا ہوں۔ لڑکے کے باپ نے فوراً بیٹے کو ڈانٹ دیا کہ خبر دار! جو دفتر کی باتیں باہر بتائیں۔ بیٹے صاحب بھی بہت تیز تھے اور فوراً جواب دیا کہ ابو آپ ہی تو کہتے ہیں کہ ہمیشہ سچ بولا کریں۔

ظہیر صاحب نے لقمہ دیا کہ بھئی بڑے خوش نصیب ہیں آپ کے والد کہ سیکریٹری سے بھی کبھی کبھار گپ شپ کر لیتے ہیں، ورنہ ہمیں تو اسی ایک بیگم پر گذارا کرنا پڑتا ہے۔ ظہیر صاحب نے لڑکے سے مزید پوچھا کہ بیٹا اور کیا مشاغل ہیں آپ کے۔ تو لڑکے صاحب بولے کہ انکل مجھے شاعری بہت پسند ہے۔ شعر سناؤں آپ کو:

ہزاروں لڑکیاں ایسی کہ ہر لڑکی پہ دم نکلے
مگر جو دل کو پسند آئے وہ گھر سے کم نکلے

چپ بد تمیز کیسے بیہودہ شعر سناتا ہے، لڑکے کے ابا نے فوراً بیٹے کو ڈانٹا۔ ظہیر صاحب نے مزید پوچھا کہ اچھا اور کیا پسند ہے آپ کو۔ لڑکا بولا کہ انکل مجھے مٹن فرائڈ رائس اور چکن فرائڈ رائس بہت پسند ہیں۔ ظہیر صاحب دل ہی دل میں بڑبڑائے کہ بیٹا شادی کے بعد تو آپ کو صرف انڈا فرائی پر گذارا کرنا پڑے گا کہ ہماری بیٹی کو صرف انڈا ہی فرائی کر نا آتا ہے۔ کھانا وغیرہ کھانے کے بعد ہونے والے دولہے نے کھانے کی تعریف میں پل باندھ دیے کہ انکل کھانا بہت اچھا تھا اور لڑکے صاحب نے اپنے ڈیل ڈول کے حساب سے اتنا کھایا کہ کچھ بھی نہ چھوڑا۔ روٹی، قورمہ، شامی، بریانی، کھیر، کباب اور اوپر سے دو لیٹر پیک بوتل کے بھی چڑھا گیا۔ لڑکے نے مزید پوچھا کہ کیا کھانا آنٹی نے بنایا تھا، تو ظہیر صاحب نے فوراً جواب دیا کہ نہیں بیٹا یہ تو نوکر کے ہاتھوں کا کمال ہے۔ اگر بیگم بناتیں تو آپ کا کھانا پیٹ کے اندر جانے کی بجائے باہر آجاتا۔ بیگم صاحبہ نے گھور کر میاں کو دیکھا اور بولیں کہ کھانا کھانے کا اتنا ہی شوق تھا تو کسی کھانا بنانے والی سے شادی کر لیتے، مجھے کیوں لائے تھے۔ اس سے پہلے کہ لڑائی شروع ہوتی ہونے والے داماد نے پھر پوچھا کہ اچھا انکل آپ کی بیٹی شوہر کو مارتی تو نہیں ہیں نا ہماری امی کی طرح۔ جیسے کل انہوں نے ابو کے ہاتھ پر چمٹا مارا تھا، دیکھیں نشان۔ لڑکے کے ابا نے فورا بیٹے کو پھر ڈانٹ کر چپ کرایا کہ بد تمیز گھر کی باتیں باہر بتا تا ہے۔ لڑکے نے تھوڑے سے توقف کے بعد پھر پوچھا کہ انکل شامی کباب کیا گائے کے گوشت کے تھے۔ ظہیر صاحب بولے کہ نہیں بیٹا، اونٹ کے گوشت کے تھے، آپ کو کیسے لگے؟ لڑکا بولا کہ بہت اچھے تھے۔ اس طرح کھانے اور دیگر رشتہ داری کے سوال وجوابات کے بعد یہ میٹنگ اپنے اختتام کو پہنچی۔ لڑکے والوں کو بتایا گیا کہ ہم

مشورہ کر کے بتائیں گے کہ آپ کے ہٹے کٹے گینڈے سے لڑکے کو اپنی معصوم سی، بھولی بھالی، دبلی پتلی، نازک اندام بیٹی کا رشتہ دیا جائے کہ نہیں۔ ؟؟

مہمانوں کے جانے کے بعد ظہیر صاحب نے بیگم سے پوچھا کہ کیا خیال ہے بیگم کہ اپنی اکلوتی بیٹی کا رشتہ اس موٹے تازے، پلے پلائے ہاتھی جیسے صحتمند، ہٹے کٹے لڑکے سے کر دیں؟ بیگم صاحبہ سن کر بہت خفا ہوئیں کہ دیکھو تو کتنا موٹا سانڈ سا لڑکا تھا ایک بازو ہی بیس کلو کی ہو گی اور ایک ٹانگ دیکھو تو ایک من سے کیا کم ہو گی۔ اس اتنے موٹے لڑکے سے رشتہ کرنے سے بہتر ہے کہ ہم اپنی بچی کو ایک ہی بار کسی ریلوے انجن کے نیچے نہ دے دیں!۔ یہ کہہ کر بیگم صاحبہ نے گذشتہ تمام رشتوں کی طرح اس رشتے کو بھی ری جیکٹ کر دیا اور ظہیر میاں سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔

بادشاہ نے درباریوں سے کہا" کیا کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اتنا منہمک ہو سکتا ہے کہ ایک عظیم لشکر اس کے اطراف سے گذر جائے اور اسے احساس تک نہ ہو۔" درباریوں نے کہا" ایسا ہونا ناممکن ہے کچھ دنوں کے بعد بادشاہ نے درباریوں میں سے چند ایک کو منتخب کر کہ پانی سے بھرے پیالے انہیں پکڑائے اور ہر ایک کے ساتھ ایک نگراں مقرر کیا۔ پھر ان سے کہا کہ شہر کے بازار کا چکر لگا کر آئیں۔ لیکن اس طرح کہ پیالوں سے پانی نہ گرنے پائے اور نگرانوں کو ہدایت کی کہ جوں ہی کسی کے پیالے سے پانی چھلکے اس کی گردن اڑا دی جائے۔ یہ حکم سن کر سب سکتے میں آ گئے، پھر تمام درباری ایک ایک کر کہ نہایت احتیاط کے ساتھ اپنا اپنا چکر مکمل کر کہ آ گئے اور کسی بھی پیالے سے پانی نہیں گرا، تب بادشاہ نے ان سے بازار کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنی تمام تر توجہ پیالے سے پانی نہ گرنے پر مرکوز کر رکھی تھی۔ پھر ہمیں کچھ پتہ نہ چلا کہ بازار میں کیا ہو رہا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔" یہی بات میں ثابت کرنا چاہتا تھا۔ کہ تم لوگوں پر جب جان کا خوف مسلط ہوا تو تمہاری تمام تر توجہ اُس کام پر مرکوز ہو گئی جو تمہیں دیا گیا تھا۔ انسان بھی اگر اتنا ہی اللہ کا خوف دل میں بٹھالے اور اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک عظیم لشکر بھی اس کے اطراف سے گزر جائے اور اُسے اس کا احساس تک نہ ہو۔ انتخاب: ابتسام اکرم، لاہور

انوکھے چور

حافظ محسن شریف، شیخوپورہ

"کھٹ۔ کھٹ۔ کھٹ" لکڑی کے بنے خوبصورت دروازے پر اچانک دستک ہوئی۔ ہم سب گھر کے صحن میں بیٹھے واپڈا والوں کو کوس رہے تھے کیونکہ صبح چھ بجے کی لائٹ گئی تھی اور دوپہر کے تین بجنے والے تھے لیکن ابھی تک لائٹ آنے کا امکان نہیں تھا۔ میں اپنے ہاتھ میں پکڑے، ہینڈ فین سے سب کو ہوا دینے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ پورے ایک گھنٹے سے صرف میں ہی ہوا دیے جا رہا تھا۔ ہوا دے دے کر میری مت ماری گئی تھی۔ کسی اور کو کہہ بھی نہیں سکتا تھا کہ برائے مہربانی اب آپ ذرا زحمت کر لیں، کیونکہ سب سے چھوٹا میں تھا اور پھر بڑے بھائی کی موجودگی میں میرا کسی اور کو کہنا بھائی کے نزدیک بے ادبی تھا۔ بس اسی ڈر کی وجہ سے میں ہاتھ والا پنکھا ہاتھ میں پکڑ کر بے ڈھنگے انداز میں گھماتا جا رہا تھا۔

دروازے پر دستک مزید تیز ہوتی جا رہی تھی۔ ایک تو لائٹ نہیں تھی اور مکھیوں نے ہمارا جینا محال کر رکھا تھا اوپر سے دروازے کی دستک کی آواز جو انتہائی بے سُری تھی اور میرے دماغ میں ایک دھماکے کی طرح لگ رہی تھی۔ "احمد بیٹا دیکھنا ذرا کون ہے؟" کمرے میں بیٹھی میری دادی اماں کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔ "پتا نہیں کون بدتمیز ہے۔ پہلے تو اس وقت کبھی کوئی نہیں آیا۔" میں بڑبڑاتے ہوئے دروازے کی جانب چل دیا۔ دروازہ کھولا تو سامنے تین خوبصورت نوجوان لڑکیاں، جن کے ساتھ ایک بوڑھا آدمی بھی تھا، ہمارے گھر کے باہر کھڑے تھے۔

"جی آپ کون ؟" میں نے ان کا بغور جائزہ لیتے ہوئے خشک لہجے میں پوچھا "بیٹا ہم مسافر ہیں، فیصل آباد جانا تھا، ملتان سے آئے ہیں۔ گرمی کی وجہ سے نڈھال ہیں اور سفر کی وجہ سے بہت زیادہ تھک چکے ہیں۔ کیا ہم تھوڑی دیر آپ کے گھر میں ٹھہر سکتے ہیں؟" بوڑھے نے رحمدلانہ نظروں سے مجھے دیکھ کر کہا "لیکن ہم تو آپ کو جانتے نہیں ،ہمارے لیے آپ اجنبی ہیں۔ ہم آپ کو کیسے اپنے گھر میں ٹھہرالیں۔"

ابھی میں نے اتنا ہی کہا تھا کہ پیچھے سے بھائی آگئے اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے "کیوں جناب کون ہیں یہ لوگ؟" "مجھے کیا پتہ؟ آپ خود ان سے پوچھ لیں۔" میں نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ پھر بوڑھے آدمی نے وہی پہلے والی بات بھائی کے سامنے دہرادی۔ "ٹھیک ہے انکل، آپ اندر آجائیں، پر یاد رکھیں صبح سے لائٹ نہیں ہے۔" بھائی نے گویا خبر دار کرتے ہوئے کہا۔ "کوئی بات نہیں ،پتر اللہ تمہیں خوش رکھے۔" یہ کہتے ہوئے بوڑھا آدمی اور اس کے ساتھ تین نوجوان لڑکیاں جو بوڑھے آدمی کے بقول اس کی بیٹیاں تھیں۔ اندر داخل ہوگئے۔ "ارے ارے یہ کن کو منہ اٹھائے اندر لا رہے ہو؟" دادی اماں نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے بھائی سے پوچھا۔ "دادی اماں یہ مسافر ہیں، بے چارے سفر کی وجہ سے تھکے ہوئے ہیں۔ ذرا سانس لینے ہمارے پاس رکے ہیں، تھوڑی دیر بعد چلے جائیں گے۔" بھائی نے تفصیل سنائی۔

"انکل یہ آپ کے تھیلے میں کوئی بم شم تو نہیں؟" ہماری چھوٹی بہن نے بابا جی کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے سرخ رنگ کے تھیلے کے دیکھ کر کہا۔ یہ سنتے ہی میری ہنسی چھوٹ گئی۔ "چپ رہو کمبختو، کسی اجنبی سے اس طرح بد تمیزی کرتے ہیں؟" یہ کہتے ہوئے بڑے بھیا نے ایک ایک تھپڑ ہمیں رسید کیا اور بابا جی سے معذرت کرنے لگے۔

"کوئی بات نہیں بیٹا، بچے ہیں۔" بابا جی نے چارپائی پر بیٹھتے ہوئے کہا، تینوں لڑکیاں بھی بیٹھ گئیں۔ پھر وہ بابا جی ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے اور باتوں باتوں میں کہنے لگے "میرے ایک بیٹے کی کل شادی ہے، ہم اس کے سسرال سے آرہے ہیں۔ انہوں نے ہمیں دیسی گھی سے بنے ہوئے لڈو دیے ہیں۔ آپ چاہیں تو میری بیٹے کی شادی کی خوشی میں منہ میٹھا کر لیں۔" "ہاں، ہاں! کیوں نہیں بھائی صاحب آپ کا بیٹا ہمارا بھی بیٹا لگتا ہے۔" دادی اماں اپنی آنکھوں سے عینک اتارتے ہوئے بولیں۔ "اور میرے بھائی جیسا ہے انکل!" بڑے بھیا نے چپ رہنا مناسب نہ سمجھا۔ یہ سن کر بوڑھا آدمی بہت خوش ہوا اور سرخ تھیلے سے لڈوؤں کا ایک کلو والا ڈبہ نکال کر کھولنے لگا۔ ڈبہ کھلتے ہی دیسی گھی کی خوشبو ہوا میں مہکنے لگی۔ "بھائی صاحب! واقعی دیسی گھی کے لڈو لگتے ہیں۔" دادی اماں نے دیسی گھی کی خوشبو سونگھ کر کہا۔ "ہاں ہاں کیوں نہیں، بالکل دیسی گھی کے بنے ہیں آپ سب کھا کے دیکھیں مزہ نہ آئے تو پیسے واپس۔" پھر اس نے ہم سب کو ایک ایک لڈو دے دیا سب مزے لے لے کر کھاتے رہے۔ تھوڑی ہی دیر میں سب کو چکر آنے لگے۔ مجھے تو لڈو کھاتے ہی نیند آگئی اور ایسی نیند آئی جیسے میں برسوں سے کبھی سویا ہی نہیں تھا۔ بہر حال ہم سب لڈو کھا کر نیند کی آغوش میں جا چکے تھے اور پھر جب پورے آٹھ گھنٹے بعد سب کی آنکھ کھلی تو ہمارے گھر کا نقشہ ہی تبدیل ہو چکا تھا۔ سارے دراز اور ٹرنک کھلے پڑے تھے۔ بھیا نے جلدی سے آگے بڑھ کر دیکھا تو دراز سے اس کے تین تولے کے زیورات غائب تھے۔ سیف الماری سے سارے قیمتی کپڑے بھی غائب تھے۔ دادی اماں اپنے کانوں کو ہاتھ لگا کر دیکھ رہی تھیں، بوڑھا اور اس کے ساتھ تین لڑکیاں دادی اماں کے کانوں سے سونے کی بالیاں بھی اتار کر لے

گئے تھے، پھر تھوڑی ہی دیر میں سب سر پکڑ کر بیٹھے ہوئے تھے اور اس وقت کو کوس رہے تھے کہ جب سب نے لڈو کھائے تھے اور ساتھ ہی بڑے بھیا کو جھڑکیاں پڑ رہی تھیں کہ یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا، تم کیوں ان کو اندر لے کر آئے تھے؟ بہت تلاش کیا مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ میرا دوست مجھے جب یہ سارا واقعہ سنا رہا تھا تو میں حیرت میں ڈوبا جا رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کیسے کیسے انوکھے چور دنیا میں بستے ہیں۔ بہر حال اس واقعہ سے یہ سبق تو مل گیا کہ آئندہ کبھی بھی کسی اجنبی کو اپنے گھر میں نہ آنے دیا جائے اور نہ ہی کسی اجنبی سے کوئی بھی چیز لے کر کھانی چاہیئے خصوصاً خواتین کو اس معاملے میں بہت احتیاط کرنی چاہیئے کیونکہ دن کے وقت وہ گھر پر اکیلی ہوتی ہیں۔

مسلم بحریہ کی تاریخ کا ایک ورق

ابن جریر طبری نے بیان کیا "جب سیدنا معاویہ نے قبرص پر حملہ کیا تو وہاں کے لوگوں نے مصالحت کی درخواست کی ان کے ساتھ یہ معاہدہ ہوا کہ وہ سات ہزار دینار سالانہ جزیہ مسلمانوں کو ادا کرتے رہیں گے اور وہ رومی بادشاہ کو بھی اسی قدر رقم ادا کرتے رہیں گے مسلمان اس بارے میں ان کی راہ میں حائل نہیں ہوں گے وہ ان پر حملہ نہیں کریں گے اور اگر رومی دشمن ان پر حملہ کرے گا تو وہ مسلمانوں کو اس کی اطلاع دیں گے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے 28 ہجری میں قبرص پر حملہ کیا اور اہل مصر نے بھی سیدنا عبد اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اس حملہ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھرپور ساتھ دیا" امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بحری جہاد کرنے کی اجازت ملی اور ام حرام نے بحری جہاد میں شرکت کی چنانچہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں۔ "جب لوگوں نے قبرص کو فتح کیا اور ام حرام رضی اللہ عنہا (اپنے خاوند عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ) کے ہمراہ ان کے ساتھ تھیں۔"

انتخاب: شازیہ مختار

اقبال اور آزادی نسواں

کوثر گل، سکھر

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علامہ اقبال مرحوم نے اپنی تعلیمی زندگی کا خاصہ حصہ یورپ میں گزارا ان کی باقی زندگی اک ایسے شہر اور ماحول میں گزری جو آزادی نسواں اور مغرب کی تقلید کا شاید ہندستان میں سب سے بڑا مرکز تھا اس سب کے باوجود مسلمان عورت کے بارے میں ان کا عقیدہ اور ان کے خیالات میں کوئی تذبذب واقع نہیں ہوا۔ بلکہ مغربی ممالک کی زندگی کا انتشار اور انسانیت کی تباہی کے آثار دیکھ کر ان کا یہ عقیدہ اور زیادہ مضبوط ہو گیا کہ مسلمان عورت کے لئے زندگی کا بالکل الگ معیار ہے۔

اور اس کو مغربی عورت کی تقلید سے پوری احتیاط کرنی چاہیے دنیا میں اس وقت استحکام اور نظم و انتظام نہیں پیدا ہو سکتا جب تک کے عورت میں صحیح نسوانیت، عصمت وطہارت اور شفقت مادری نہ ہو، جو قوم اس نکتے سے واقف نہیں اس کا نظام زندگی ہمیشہ درہم برہم اور متزلل رہے گا۔

وہ کہتے ہیں:

جہاں را محکمی ازامہات است
نہادِ شاں امین ممکنات است
اگر ایں نکتہ را قومے نداند
نِظام کاروبارش بے ثبات است

وہ اپنی ساری ترقیوں اور بے داریوں ایمان ذوق اور درد و سوز کو اپنی والدہ کی تربیت اور ان کی پاک باطنی کا نتیجہ سمجھتے ہیں: وہ کہتے ہیں مرے اندر ایمان و محبت کی جو چنگاری ہے جس کا علم و ہنر سے کوئی بیر نہیں بلکہ میل ہے وہ میری پاک باطن ماں کی نگاہ کا فیض ہے جو کچھ ملا ان کی گود اور ان کی تربیت سے ملا۔

علامہ مرحوم کا اپنی والدہ سے کیا محبت کا تعلق تھا لندن میں جب والدہ کی وفات کی خبر سنی تو فرمایا:

اب کس کو ہو گا وطن میں آہ میرا انتظار
کون میرا خط نہ آنے سے رہے گا بے قرار
خاک مرقد پے تری لے کر یہ فریاد آؤں گا
اب دعاءِ نیم شب میں کس کو میں یاد آؤں گا

اقبال خود فرماتے ہیں کہ یہ دولت تو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں نہیں ملتی۔ یہاں سوائے قصہ کہانی کے کچھ نہیں۔ یہ دولت خدا اگر کسی ایمان والی ماں کو نصیب کرے تو اس کی آغوشِ تربیت سے مل سکتی ہے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ مسلمان عورت میں اسلامی صفات ہوں وہ انسانیت کی محسن اور انسانیت کی مربی ہے۔

قومیں آتی جاتی ہیں اور رہیں گئی، تہذیبیں پھلتی پھولتی اور دم توڑتی رہیں گی، ملک بستے اور اجڑتے رہیں گے۔ لیکن عورت انسانیت کا ایسا درخت ہے جس کو کبھی خزاں نہیں آتی۔

وہ مسلمان عورت سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں آے مسلمان عورت تیری صحیح جگہ زندگی کا شور ہنگامہ نہیں اگر تو نے مرد کے دوش بدوش کھانے کمانے کی سرگرمی

دکھائی تو ملت سے بے وفائی اور اپنے ساتھ ناانصافی۔ تیرا فرض اور تیری سعادت تو یہ ہے کہ جگر گوشہ رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرح شوہر کے گھر کو آباد کر اور اس کو اپنی توجہ اور دلچسپی کا مرکز بنا اور وہاں بیٹھ کر ایسے فرزند کی پرورش کر جو مسلمانوں کی مشکل آسان کرے اور ملت پر قربان ہو جائے۔" آج اسلام کو حسن و حسین رضی اللہ عنہما جیسے فرزندوں کی ضرورت ہے "اور یہ دولت مسلمان ماؤں ہی سے مل سکتی ہے اقبال کا عقیدہ تھا کہ مسلمانوں کے دن بدلنے اور نئے دور کے لانے میں عورت بہت بڑا حصہ لے سکتی ہے۔

اللہ نے مسلمان عورت کو ایسا قوی ایمان ایسا دردمند دل ایسی پرسوز آواز اور ایسی پاک فطرت عطاء فرمائی ہے کہ آج بھی مسلمانوں کے دل و دماغ میں وہ ایمان کی چنگاری روشن کر سکتی ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ ہر مسلمان عورت اسلامی تاریخ کا یہ واقعہ یاد رکھے ایک پاک باطن عورت کے قرآن پڑھنے نے اپنے زمانے کے مضبوط ترین انسان کے دل میں ہلچل پیدا کر دی تھی۔ اور قرآں کے منکروں کو اسلام کے نور اور ایمان کی حرارت سے بھر دیا تھا اور ملت اسلامیہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا صاحب ایمان، صاحب عزم اور فاتح عالم عطاء کیا جس سے اسلام میں ترقی اور قوت کا ایک نیا دور شروع ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شمشیر بکف ہو کر اسلام کے خاتمے کے لئے نکلے پہلے اپنی بہن فاطمہ بنت خطاب کے گھر گئے تاکہ اپنے گھر سے کام کا آغاز کریں تو ان کی بہن کے قرآن پڑھنے کی آواز نے ان کے دل کو موم کر دیا اور اسلام ان کے دل میں اتر گیا

۔اقبال چاہتے تھے کہ مسلمان عورت درد سوز اور تسخیر و تاثیر کی اس قوت کو پہچانے اور پھر اس سے دنیا کے انقلاب کا کام لے وہ مسلمان عورت کو خطاب کر کے کہتے ہیں۔

ز شام ما بروں آور سحر را
بہ قرآں باز خواں اہل نظر را
تو می دانی کہ سوز قرات تو
دگر گوں کرد تقدیر عمر را

خدا کے لئے ہماری شام غریبی کو پھر صبح امید سے بدل دے اور قرآن پھر اہل نظر کو پڑھ کو سنا۔ تجھے معلوم ہے کہ تیری قراءت کے سوز نے عمر کی تقدیر کو بدل دیا۔ زمانے کی عورت کے لئے وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کو مثالی خاتون سمجھتے کہ وہ کس طرح چکی پیستے ہوئے قرآن بھی پڑھا کرتی تھیں اور گھریلو کاموں پر صبر فرماتی تھیں اور ان کی سیرت کی اس پختگی سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ ان کی آغوش سے نکلے۔

یہ مسلمان عورت کی ہی خصوصیت کہ گھر میں چاہیے اس کی زندگی کیسی ہو یا خدمت کی زندگی ہو، محنت وسادگی کی زندگی ہو لیکن ہر حال میں خوش اور راضی اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے رہی ہو اور ملت کی خدمت میں اور خاندان کی خدمت اپنے گھر اور اس کی ترقی میں مشغول رہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان عورت کو ان اوصاف کا حامل بنادے آمین۔

تواضع کی حقیقت

اہلیہ مولانا محمد الیاس گھمن

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تواضع للہ رفعہ اللہ

(رواہ الترمذی)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلندی سے نوازتا ہے ہیں۔ تواضع وانکساری یہ نبیوں ولیوں کی نشانی ہے اگر انسان کے اندر تواضع نہ ہو تو انسان کے اندر تکبر پیدا ہوتا ہے جس طرح نمرود فرعون ان کے اندر عاجزی کی صفت نہیں تھی اس لئے فرعون نے تکبر میں خدائی دعویٰ کیا۔ جب انسان میں کبر ہو گا دل میں اپنی بڑائی ہو گی اور یہ تکبر اور بڑائی تمام باطنی گناہوں کی جڑ ہے تو انسان سے گناہ صادر ہوں گے۔

رب کی پہلی نافرمانی..... تکبر:

اس تکبر کی بناء پر سب سے پہلے شیطان نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اس پہلے نافرمانی کا تصور بھی نہیں تھا اسے آدم علیہ السلام کے آگے سجدے کا حکم ہوا تو اس نے انکار کیا اور کہا أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ اس نے کہا آگ مٹی سے افضل ہے میں کیوں کر سجدہ کروں؟ اس نافرمانی کی بنیاد تکبر اور بڑائی تھی اس لئے اللہ نے اس کو جنت سے نکال دیا تو معلوم ہوا تمام گناہوں کی جڑ یہ تکبر ہے جس میں تکبر ہو گا اس سے گناہ صادر ہوں گے۔

انسان کی اصل کیا ہے؟

عام طور پر جب بڑائی ہو تو اپنی بڑائی جتلائی جاتی ہے تو جانتا نہیں میں کون ہوں ایک بزرگ نے اس کا جواب دیا میں خوب اچھی طرح جانتا ہوں تو کون ہے دیکھ جب ماں کے رحم آیا تو ناپاک، نجس اور گندا منی کا ایک قطرہ تھا اگر کپڑے پر لگ جائے تو اس کو دھونا پڑتا ہے باپ کی پشت سے نکلا غسل کرنا پڑا پھر رحم میں گوشت کا لوتھڑا بنا وہاں خوراک تیری ناپاک خون رہی جب دنیا میں ساتھ اتنی غلاظت لے کے آیا دیکھ جب مر جائے گا۔ مٹی میں کیڑوں کی خوراک بن جائے گا وہی پیدا ہونے اور مرنے کی بیچ زندگی جس میں توں اپنے آپ کو بڑا پاک صاف خیال کرتا ہے حالانکہ اب بھی تیرے اندر تین سیر نجاست بھری ہوئی ہے اور اکڑتا یوں پھرتا ہے میں کون ہوں؟ بہر حال تکبر سے غصہ پیدا ہوتا ہے تکبر سے حسد پیدا ہوتا ہے تکبر سے بغض عناد پیدا ہوتا ہے جب تک دل میں تواضع نہیں ہوگی ان گناہوں سے نجات نہیں۔

تواضع کیا ہے؟

آدمی یہ کہے میں کم درجے کا ہوں یا آج کل جس طرح کہتے اور لکھتے ہیں بندہ ناچیز، بندہ ناکارہ، خطاکار، گناہگار اور سمجھتے ہیں ہم نے تواضع اختیار کر لی اس طرح تواضع حاصل نہیں ہوتی بلکہ اپنے آپ کو کمتر سمجھنا یہ تواضع ہے مثلاً یہ سمجھے میں جتنے نیک کام کر رہا ہوں یہ میرے ذاتی کمال نہیں بلکہ اللہ کی مدد سے کر رہا ہوں۔

یہ ہے تواضع کی حقیقت اب جب یہ والی تواضع حاصل ہو گئی تو زبان سے ناکارہ چیز کہو نہ کہو کوئی فرق نہیں تو جو کوئی تواضع کے مقام کو حاصل کر لیتا ہے اللہ اس کو بلند کر دیتے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر کسی کو اپنے علم پر ناز ہو تو سن لو حضور صلی

اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم کسی کو عطاء نہیں ہوا حق تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتے ہیں وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ یعنی اگر ہم چاہیں تو وہ تمام علوم جو آپ کو دیے ہیں دفعۃً سلب کرلیں ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا یعنی پھر کوئی آپ کا کا ساز نہیں ہو سکتا دیکھئے کتنا سخت خطاب ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ گفتگو ہے تو ہم لوگوں کا کیا کہنا ہمیں اپنے علم عرفان پر تکبر نہیں کرنا چاہئے۔

تکبر تین چیزوں پر ہوتا ہے:

اگر تکبر کریں بھی تو تین چیزوں میں تکبر ہوتا ہے: مال، جمال اور کمال اگر کسی ڈاکو یا چور لٹیرے وغیرہ کا داؤ لگ جائے تو وہ مال لے اڑے گا مال کی بڑائی تو گئی۔ اب اگر بڑا بخار ہو جائے تو ہفتے میں ایسی شکل آتی ہے کہ خود بھی دیکھنے کو دل نہیں کرتا بخار جمال بھی لے اڑا اور رہا کمال تو کمال کا مدار دماغ پر ہے اگر دماغ خراب ہو جائے تو کمال گیا یہ بڑائی عقل کے خلاف ہے بڑائی اس میں جس سے زیادہ کسی دوسرے میں بڑائی نہ ہو اگر ایسا نہیں تو پھر بڑائی عقل کے خلاف ہے اور بڑائی بندہ اس چیز میں کرے جس کے سلب کا اندیشہ نہ ہو اور انسان کی ہر چیز کے سلب ہو جانے کا اندیشہ ہے اس بڑائی کا کیا فائدہ اور بعض کو تو دین کی بڑائی کا بڑا زعم ہے ہوتا ہے علمی اور عملی آپ دیکھ سکتے ہیں موجودہ دور میں قرآن حدیث کا ترجمہ دیکھا کچھ تھوڑی بہت عربی آگئی بس جی مجتہد بن گئے بس خود ہی مسئلے مسائل کا حل نکال رہے ہیں ہر بڑا چھوٹا مرد و عورت مجتہد بن گئے۔

دین پر بے دینوں کی ستم ظریفی:

محترمہ فرحت ہاشمی کو لیجیے ان کا دعوی ہے کہ وہ سب سے بڑی مجتہدہ ہیں اللہ معاف فرمائے ایک آدمی نے شیخ سعدی کی گلستان کا ترجمہ دیکھا اور اجتہاد کیا وہ اس طرح کہ اتفاقاً ان کو ایک دفعہ ان کے دوست راستے میں کچھ لوگوں سے مار کھاتے ہوئے مل گئے وہ بھی ہاتھ پاؤں چلا رہے تھے اپنے دفاع کے لئے اس آدمی نے جا کر ہاتھ پکڑ لئے اس طرح جو بچاؤ تھوڑا بہت ہاتھوں سے ہو رہا تھا وہ بھی گیا اور دوست کو خوب مار پڑی بعد میں دوست نے کہا کہ یہ تم کیا حرکت کی ؟ کہنے لگا شیخ سعدی فرمایا کرتے تھے۔

دوست آں باشد کہ گیر دست دوست

در پریشان حالی و درماندگی

کہ اپنے دوست کا پریشان حالی اور درماندگی میں ہاتھ پکڑ لینا اس لئے میں نے تمہارے ہاتھ پکڑ لئے ایسے اجتہاد کر کے لوگوں نے دین کی درگت بنائی ہوئی ہے

دل بے قرار کو قرار آ گیا:

تواضع کے ضمن ایک واقعہ لکھا ہے کہ سیّد احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ بڑے اولیاء اللہ میں سے گزرے ہیں۔ ان کو ساری زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے پر حاضری کی تمنا رہی تھی پھر جب حج کی سعادت نصیب ہوئی حج کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے روضہ مبارک پر حاضری ہوئی تو بے ساختہ عربی کے اشعار پڑھے۔

فی حالۃ العبد روحی کنت ارسلھا

تقبل الارض عنی وھی نائبتی

وھذادولة الاشباح قدحضرت

فامدویمینك کی تخطیبما شفتی

پہلے حاضری کے بعد سلام عرض کیا"السلام علیك یا رسول الله یا جدی" جواب آیا"وعلیك السلام یا ابنی" پریشان اور مضطرب ہوئے اور عرض کیایا حضور دل بے قرار لے کر اب حاضر ہوا ہوں صرف سلام کے جواب میں مجھے تسلی اور قرار نہیں آئے گا جب آپ سے دور تھا روضہ اقدس پر روح کو بھیجا کرتا تھا وہ آکر میری نائب اور قائم مقام بن کر زمین کا بوسہ لیا کرتی تھی آج جب جسمانی طور پر حاضر ہوا ہوں تو آپ مجھ پر شفقت فرماتے ہوئے دست مبارک دراز فرمائیں تا کہ میرے ہونٹ اس سے سیر اب اور فیض یاب ہو سکیں بس شعر کا پڑھنا تھا فوراًروضہ اقدس سے دست مبارک بر آمد ہوا اور جتنے لوگ وہاں موجود تھے سب نے زیارت کی۔

کہتے ہیں کہ نوّے ہزار لوگوں نے زیارت کی اور یہ واقعہ دیکھا حضرت رفاعی رحمہ اللہ کے منہ نے بوسہ لیا اور واپس چلے گئے ادھر ایک بزرگ تھے کسی نے پوچھا کے آپ کو رفاعی رحمہ اللہ کی قسمت پر رشک آرہا ہے جواب دیا ظالمو تم میرے رشک کے متعلق پوچھتے ہو اس کی قسمت پر تو ملائکہ حاملان عرش الٰہی رشک کر رہے ہیں وہیں حضرت رفاعی رحمہ اللہ کے لئے یہ بہت سعادت کی بات تھی۔

نفسانی دھوکے سے بچاؤ:

فوراًخیال آیا کہیں نفس میں غرور نہ آجائے دیکھنے والوں کا احترام مغرور نہ کر دے فوراًنفس کو مخاطب کیا شاید تو اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگا ہے تیرا علاج یہ کہ مسجد کے دروازے پر لیٹ جاؤ لوگ تمھیں روندے ہوئے گزر جائیں تا کہ تمہارے اندر جو

بڑائی کا شائبہ ہے وہ لوگوں کے قدموں میں پامال ہو جائے چنانچہ لیٹ گئے اور لوگوں سے کہا مجھے روندتے ہوئے گزرو لوگ بھیڑ میں ان کا خیال کئے بغیر روندے ہوئے گزر رہے تھے یہ تھی ہمارے اکابر کی بے نفسی تواضع اور بڑائی سے ڈر۔

حضرت مدنی کی انکساری کا عالم:

دیوبند کے اکابر حضرت شیخ الاسلام حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے بیعت ہونے کے خواہشمند چبوترے پر بیٹھ گئے گرمی کا موسم تھا سورج ابھی نہیں نکلا تھا جب سورج نکلا شیخ الاسلام تشریف لائے مہمانوں کو دھوپ میں دیکھ کر خدام سے ناراض ہوئے خدام جلدی سے دوڑے اور مشرقی دیوار کے ساتھ چٹائیاں بچھا دیں سب مہمان جوتیاں دھوپ میں چھوڑ کر سائے میں جائے بیٹھے حضرت شیخ الاسلام حسین احمد مدنی رحمہ اللہ مہمانوں کی جوتیاں اٹھا اٹھا کر سائے میں رکھتے جاتے تھے عظمت و بزرگی کے باوجود تواضع کی ایسی مثال اب ملنا بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کے ساتھ تواضع وانکساری والی صفت سے نوازے۔ آمین

نیک گمان کی لاج رکھیے

امام اعظم ابو حنیفہ اپنی جوانی کے زمانے میں گلی میں سے گذر رہے تھے کہ گلی میں کھیلتے ہوئے چند بچوں نے ایک دوسرے سے کہا "ارے ایک طرف ہٹ جاؤ۔ جانتے نہیں امام ابو حنیفہ آرہے ہیں۔" پھر (بچے) ایک دوسرے سے چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ "سنا ہے یہ بہت عبادت گذار آدمی ہے ساری ساری رات اللہ تعالی کے حضور کھڑے ہو کر نفل پڑھتا رہتا ہے" امام اعظم نے بچوں کی گفتگو سنی۔ گھر پہنچے تو اللہ کے حضور سجدے میں گر کر رو پڑے۔ گریہ وزاری کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اللہ تعالی سے عرض کی "مولا! اگر تو نے میرے بارے میں بچوں کے دل میں ایسا نیک گمان ڈال ہی دیا ہے تو مجھے اب ایسا بنا بھی دے" امام اعظم کے شاگرد روایت کرتے ہیں کہ اسکے بعد امام اعظم اپنی ساری زندگی تادمِ وصال ساری رات اللہ تعالی کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر نوافل وعبادات کرتے رہتے تھے۔" (زین خان)

اچانک مہمان آجائیں تو.....

عائزہ بتول، فورٹ عباس

جی جناب!گھر میں لمبی تان کے بیٹھے ہو اور اچانک مہمان آجائیں تو...؟مہمان بھی ایسے جنہیں کھانے کے بغیر رخصت کرنے کا سوال ہی نہ ہو تو کیا کریں گے ؟اچھا!بازار سے کھانا لے آئیں گے ؟لیکن اگر بازار بند ہو چکا ہو تو پھر ؟۔ایک حل تو میں نے یہ نکال رکھا ہے کہ چکن کو نمک لگا کر تھوڑی دیر چھوڑ کر تل لیتی ہوں اور مناسب پیکٹ بنا کر فریز کر دیتی ہوں۔اسی طرح کوفتے بھی بنا کر کچے فریز کر دیتی ہوں یہ کام کوفتہ مسالہ کی مدد سے بھی ہو سکتا ہے۔تیسرا حصہ اس کا یہ ہے کہ باریک کٹی ہوئی پیاز تل کر نچوڑ کر رکھتی ہوں،وہ بھی محفوظ رہتی ہے اور چوتھا یہ کہ لہسن ادرک پیسٹ بنا کر رکھتی ہوں۔اب جناب اگر اچانک کھانا بنانا پڑ جائے تو فٹافٹ چکن یا کوفتے نکال کر مائیکرو ویو میں رکھیں۔اسی دوران پیاز اور ٹماٹر بلینڈر میں ڈالیں۔ تھوڑی دہی ڈالیں،جو کہ ہر وقت گھر میں ہوتی ہی ہے۔نمک مرچ ڈالیں اور ذرا سا پانی اب 1 منٹ بلینڈر چلائیں اور ساتھ تیل گرم ہونے رکھ دیں۔پسا ہوا مسالہ اس میں ڈال دیں۔اگر زیادہ پانی نہ ڈالا ہو تو یہ مسالہ 10 منٹ میں بھن جاتا ہے یعنی تیل اوپر آجاتا ہے۔اب کوفتے یا چکن اس میں ڈالیں 2-4 منٹ اس میں مکس کریں پھر اگر چکن ہے تو وہ تو پکا پکایا ہے،اس میں شوربہ ڈال دیں حسب ضرورت اور اگر کوفتے ہیں تو دم پر رکھ دیں۔یہ بھی دس منٹ میں بھن جائیں گے یعنی پکنے کی مہک،اوپر آیا ہوا تیل اور کوفتوں کا رنگ گواہی دے گا۔بس اب اس میں شوربہ ڈال سکتے ہیں۔اب 5-7 منٹ شوربہ پکا کر یہ سرو ہو سکتا ہے۔ارے روٹی؟وہ تو بازار سے مل ہی جائے گی،ہر جگہ ملتی ہے نا۔

قسط نمبر:8

نماز اہل السنت والجماعت

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

امام کا تسبیح اور مقتدی کا تحمید کہنا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔

(صحیح مسلم ج1ص176 باب التسمیع والتحمید والتامین، صحیح البخاری ج1ص109 باب ما یقول الامام ومن خلفه اذا رفع راسه من الرکوع)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب امام سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو۔

منفرد کا تسمیع و تحمید دونوں کہنا :

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَاقَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ یُكَبِّرُحِیْنَ یَقُوْمُ ثُمَّ یُكَبِّرُحِیْنَ یَرْكَعُ ثُمَّ یَقُوْلُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ حِیْنَ یَرْفَعُ صُلْبَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ یَقُوْلُ وَهُوَقَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔

(صحیح البخاری ج1ص109 باب التکبیر اذا قام من السجود)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو قیام کی حالت میں تکبیر کہتے، پھر جب رکوع میں جاتے تکبیر کہتے۔

جب رکوع سے اٹھتے تو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے پھر کھڑے ہونے کی حالت میں رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتے۔

قومہ کرنا :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو نماز کا طریقہ سکھاتے ہوئے فرمایا :

ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعاً ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِماً۔

(صحیح البخاری ج 1ص109 باب امر النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذی لایتم رکوعه بالاعادة صحیح مسلم ج1ص170 باب وجوب الفاتحة فی کل رکعة)

ترجمہ: پھر رکوع کرو یہاں تک کہ اطمینان سے رکوع کرلو پھر رکوع سے اٹھو یہاں تک کہ اعتدال (اطمینان) سے کھڑے ہو جاؤ۔

کیفیتِ قومہ :

1: قَالَ اَبُوْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَّكَانَهٗ۔

(صحیح البخاری ج1ص110 باب الطمانیة حین یرفع راسه من الرکوع)

ترجمہ: حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا اور سیدھے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ آپ کی ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ گئی۔

2: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ ارشاد فرماتی ہیں :

وَكَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِماً۔

(صحیح مسلم ج1ص194 باب ما یجمع صفة الصلوٰة ومما یفتتح به)

ترجمہ: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے سر اٹھاتے تو جب تک سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے سجدہ نہ کرتے تھے۔

دعاء قومہ :

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الزُّرَقِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّيْ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ رَجُلٌ وَرَائَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّباً مُبَارَكاً فِيْهِ۔

(صحیح البخاری ج 1ص110 باب فضل اللھم ربنا ولك الحمد ،سنن ابی داؤد ج 1ص119 باب ما یستفتح به الصلوٰۃ من الدعا)

ترجمہ: حضرت رفاعہ بن رافع الزرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا تو ایک شخص نے آپ کے پیچھے رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّباً مُبَارَكاً فِيْهِ کہا۔

رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین نہ کرنا :

1: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ۔

(سورۃ المومنون: 2,1)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

مُخْبِتُوْنَ مُتَوَاضِعُوْنَ لَايَلْتَفِتُوْنَ يَمِيْناً وَّ لَا شِمَالاً وَّلَا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ۔

(تفسیر ابن عباس ص 212)

ترجمہ: "خاشعون" سے مراد وہ لوگ ہیں جو عاجزی و انکساری سے کھڑے ہوتے ہیں، دائیں بائیں نہیں دیکھتے اور نہ ہی نماز میں رفع یدین کرتے ہیں۔

امام حسن بصری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

خَاشِعُوْنَ الَّذِیْنَ لَایَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَھُمْ فِی الصَّلٰوۃِ اِلَّا فِی التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی۔

((تفسیر سمر قندی ج2 ص408 طبع بیروت)

ترجمہ: "خاشعون" سے مراد وہ لوگ ہیں جو تکبیر تحریمہ کے علاوہ پوری نماز میں رفع یدین نہیں کرتے

2: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ (بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِصَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَامَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ثُمَّ لَمْ یُعِدْ۔

(سنن النسائی ج1 ص158 باب ترك ذالك ،سنن ابی داؤد ج1 ص116 باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع ،جامع الترمذی ج1 ص59 باب رفع الیدین عند الرکوع)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک بار فرمایا کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں تمہیں بتاؤں؟ راوی کہتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور پہلی مرتبہ (تکبیر تحریمہ) رفع یدین کیا پھر دوبارہ (پوری نماز میں) نہیں کیا۔

3: عَنْ عَبْدِاللّٰہِ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَلَمْ یَرْفَعُوْا اَیْدِیَھُمْ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ۔

(معجم الشیوخ لابی بکر الاسماعیلی ج1 ص693 رقم الحدیث 318 ،مسند ابی یعلی الموصلی ج8 ص453 رقم الحدیث 5039)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں، وہ سب شروع نماز کے علاوہ اپنے ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے تھے۔

4: عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَاقَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ ...وَفِیْ رِوَایَۃٍ... اَنَّہٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ۔

(مصنف عبد الرزاق ج2 ص51 باب استفتاح الصلوۃ، رقم الحدیث 2569، کتاب العلل للدار قطنی ج4 ص106 سوال نمبر 457)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف شروع نماز میں رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

5: عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ مَنْکِبَیْہِ لَا یَعُوْدُ بِرَفْعِھِمَا حَتّٰی یُسَلِّمَ مِنْ صَلٰوتِہٖ۔

(مسند ابی حنیفہ بروایۃ ابی نعیم ص344 حدیث نمبر 225، سنن ابی داؤد ج1 ص117 باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو رفع یدین کرتے یہاں تک کہ اپنے ہاتھ کندھے کے قریب کر لیتے اور نماز کا سلام پھیرنے تک دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

6: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ وَبَعْدَ مَا یَرْفَعُ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ فَلَا یَرْفَعُ وَلَا بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ۔

(مسند الحمیدی ج2 ص277 حدیث نمبر 614، مسند ابی عوانہ ج1 ص334 باب رفع الیدین فی افتتاح الصلوۃ قبل التکبیر، رقم الحدیث 1251)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے۔ رکوع کی طرف جاتے ہوئے، رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے اور سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

7: عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَکَّۃَ نَرْفَعُ اَیْدِیْنَا فِیْ بَدْءِ الصَّلٰوۃِ وَفِیْ دَاخِلِ الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ فَلَمَّا ھَاجَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ تَرَکَ رَفْعَ الْیَدَیْنِ فِیْ دَاخِلِ الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَثَبَتَ عَلٰی رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِیْ بَدْءِ الصَّلٰوۃِ۔

(اخبار الفقھاء والمحدثین للقیروانی ص 214 رقم 378)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (ہجرت سے پہلے) مکہ میں ہوتے تھے تو شروع نماز میں اور رکوع کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو رکوع والا رفع یدین ترک کر دیا اور صرف شروع نماز والے رفع یدین پر قائم رہے۔

تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کرنا:

1: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

(الحج: 77)

ترجمہ: اے ایمان والو! رکوع و سجدہ کرو، اپنے رب کی عبادت کرو اور بھلائی کے کام کرو تاکہ تم فلاح پاجاؤ۔

2: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَقُوْمُ ..... ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَھْوِیْ سَاجِدًا۔

(صحیح مسلم ج 1 ص 169 باب اثبات التکبیر فی کل خفض ورفع فی الصلوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو قیام کرتے وقت تکبیر کہتے (اسی طرح ہر رکن کے لئے تکبیر کہتے جاتے) پھر تکبیر کہتے جب سجدہ کے لئے جھکتے تھے۔

3: عَنْ اَبِیْ سَلْمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُكَبِّرُ فِیْ كُلِّ صَلٰوةٍ مِّنَ الْمَكْتُوْبَةِ وَغَيْرِهَا فِیْ رَمَضَانَ وَغَيْرِهٖ..... ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ۔

(صحیح البخاری ج1ص110 باب یھوی بالتکبیر حین یسجد)

ترجمہ: حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہر فرض و غیر فرض (نوافل وغیرہ)، رمضان و غیر رمضان کی نماز میں تکبیر کہتے تھے (پھر مزید تکبیرات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں) پھر تکبیر کہتے جب سجدہ کرتے۔

سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنے، پھر ہاتھ، پھر پیشانی کو زمین پر رکھنا:

1: عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ اِذَا سَجَدَ۔

(صحیح ابن خزیمة ج1ص342 باب البداء بوضع الرکبتین علی الارض قبل الیدین۔۔رقم الحدیث 626)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں سے پہلے اپنے گھٹنے زمین پر رکھتے تھے۔

2: عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فَحَاذٰى بِاِبْهَامَيْهِ اُذُنَيْهِ ثُمَّ رَكَعَ حَتّٰى اسْتَقَرَّ كُلُّ مَفْصَلٍ مِّنْهُ وَانْحَطَّ بِالتَّكْبِيْرِ حَتّٰى سَبَقَتْ رُكْبَتَاهُ يَدَيْهِ۔ (المستدرك للحاكم ج1ص3()(49۔ باب التامین، رقم الحدیث 822)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے تکبیر کہی اور اپنے دونوں انگوٹھے کانوں کے برابر کر لیے پھر رکوع فرمایا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر جوڑ اپنی جگہ پر درست ہو گیا۔ پھر آپ تکبیر کہتے ہوئے جھکے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر لگے۔

گوشہ ظرافت

آپ سب مجھے یہ بتائیں کہ
وہ کیا چیز ھے جو بیوی شوھر کو ساری عمر نہیں دیتی
بار بار مانگنے پر، جتنی مرضی منتیں ترلے کر لیں پھر بھی نہیں دیتی
اور یہ شوھر کا حق ھے پر پھر بھی نہیں
ساری عمر گزر جاتی ھے پھر بھی نہیں دیتی
سوچیں guess کریں
کسی سے پوچھیں
نہیں پتا چلا؟

come on yaar
اتنا آسان سا سوال نہیں آیا
بھائیوں بات پلے باندھ لیں وہ چیز ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سکون

سدرہ منور، سیالکوٹ

❀❀❀

کلاس کے آخری دن کے موقع پر۔۔۔۔
ٹیچر: بچو! آپ وعدہ کرو کہ آپ آئندہ زندگی میں کبھی سگریٹ، شراب، جوئے جیسی برائیوں کے قریب نہیں جاؤ گے۔
بچے: مِس ہم وعدہ کرتے ہیں ایسا کچھ نہیں کریں گے۔
ٹیچر: زندگی میں آپ لوگ ہمیشہ سچ بولیں گے

بچے؛جی مِس۔ ہم وعدہ کرتے ہیں ہمیشہ سچ بولیں گے۔

ٹیچر؛بچو!وعدہ کرو کہ کسی لڑکی کو تنگ نہیں کروگے۔بلکہ ہر لڑکی کو اپنی بہن سمجھوگے

بچے؛جی مِس ہم وعدہ کرتے ہیں۔

ٹیچر؛اور بچو!آخری وعدہ کرو کہ آپ وطن کی خدمت کروگے۔وطن کی خاطر جان بھی دے دوگے۔

کاشی؛جی مِس بالکل دے دیں گے اور ایسی زندگی کا کرنا بھی کیا ہے۔

فاطمہ شفیق،حافظ آباد

❀❀❀

ایک خاتون کار لے کر سروس اسٹیشن پہنچیں-کار میں بے شمار ڈینٹ پڑے ہوئے تھے-انہوں نے لڑکے سے کہا"کیا یہاں کاریں دھوئی جاتی ہیں؟"

لڑکا بولا"جی ہاں،دھوئی جاتی ہیں،لیکن استری نہیں کی جاتیں-"

عائشہ شفیق،حافظ آباد

❀❀❀

مالک(نوکر سے)"مجھے شام پانچ بجے جگادینا-"

نوکر:"حضور پانچ بج چکے ہیں-"

مالک:"ابے کم بخت میری شکل کیا دیکھ رہا ہے،اب جگا بھی دے

جویریہ ریاض،لاہور

❀❀❀

ہمارا کچن

اہلیہ مولانا عابد جمشید

رس ملائی

اشیاء :

تازہ دودھ:	ایک کلو	پاؤڈر ملک:	ایک پیالی
انڈا:	ایک عدد		
چینی :	ایک پیالی (یا اپنے ذائقہ کے مطابق)		
الائچی :	ادھا چائے کا چمچہ باریک پسی ہوئی		
کھویا :	آدھا پاؤ		
بیکنگ پاؤڈر:	ایک چائے کا چمچہ		
پستے:	سجاوٹ کے لیے		

ترکیب:

تازہ دود میں پسی الائچی اور کھویا اور چینی ڈال کر پکانے رکھ دیں۔ جب تک دودھ گاڑھا ہوتا ہے۔ آپ پاؤڈر ملک میں بیکنگ پاؤڈر ڈال کر اچھی طرح مکس کر لیں۔ پھر اس میں انڈا ڈال کر اس کو گوندھ لیں۔ اور گول گول شیپ کی چھوٹی چھوٹی بالز بنا لیں۔ اب دودھ گاڑھا ہو گیا ہے تو اس میں یہ گولیاں ڈالیں۔ اور چار، پانچ منٹ تک پکائیں۔ یاد رکھیں گولیاں ڈال لینے کے بعد چمچہ نہیں چلانا بلکے ڈیگچی کو ہلا کر گولیوں کو گھومالیں تاکہ گولیاں دودھ میں اچھی طرح جزب ہو جائیں۔ مزیدار رس ملائی تیار۔ کسی بھی ڈش میں نکال کر اُوپر سے پستوں سے سجا کر ایک ڈیڑھ گھنٹہ فریج میں ٹھنڈی کر کے کھائیں اور مزے اُڑائیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

- رانا فیصل اکرام چک 41 جنوبی سرگودھا کی والدہ انتقال کر گئی ہے۔
- مولانا قاضی عبد الخالق آزاد کشمیر انتقال کر گئے ہیں۔
- احناف ٹرسٹ کے ذمہ دار مولانا خالد زبیر کی خالہ انتقال کر گئی ہیں۔
- دار العلوم عید گاہ کبیر والا کے بزرگ استاد مولانا عبد المجید ساقی انتقال کر گئے ہیں۔
- قاری عبد العزیز شاہد مہتمم جامعہ صدیقیہ کھڈیاں قصور کی والدہ انتقال کر گئیں ۔
- مفتی حبیب اللہ چترالی انتقال کر گئے ہیں۔
- مرکز اہل السنت والجماعت سرگودھا کے متخصص مولانا غلام اللہ آف لاہور کے والد ماجد انتقال کر گئے ہیں۔
- بھائی محمد یوسف رائے ونڈ والے انتقال کر گئے ہیں۔

مدیر اعلیٰ متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن اور مرکز اہل السنت والجماعت، ادارہ احناف میڈیا سروس، احناف ٹرسٹ کی پوری ٹیم ان سب حضرات کے لیے اور جو حوادثات میں ہلاک ہوئے یا مختلف امراض کی وجہ سے اس جہان فانی سے کوچ کر گئے ان کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر کروٹ کروٹ اپنی رحمت نازل فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے تمام قارئین و قاریات سے التماس ہے کہ سورۃ فاتحہ اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کریں۔

نوٹ: قارئین کرام اپنے فوت شدگان کی اطلاع بذریعہ میسج کر دیا کریں ان کا پورا نام علاقہ اور مشغلہ ضرور لکھا کریں۔ رابطہ کے لیے 03324576084

علم کی دنیا کا اچھوتا نام

کشمیر بکڈپو

پروپرائیٹر: ملک داؤد اینڈ سنز

ہمارے ہاں

قرآن کریم، سپارے، قاعدے، تراجم، تفاسیر، احادیث، فقہ اور دیگر موضوعات پر مبنی علمی، اصلاحی، تحقیقی اور دنیا بھر کے نامور محققین، علماء کرام، سکالرز کی شہرہ آفاق تصانیف سستے نرخ پر دستیاب ہیں

نوٹ: مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ کی تمام مطبوعات دستیاب ہیں

منگوانے کا پتہ: کشمیر بکڈپو تلہ گنگ روڈ چکوال

فون 0543551148